بسم اللہ الرحمن الرحیم

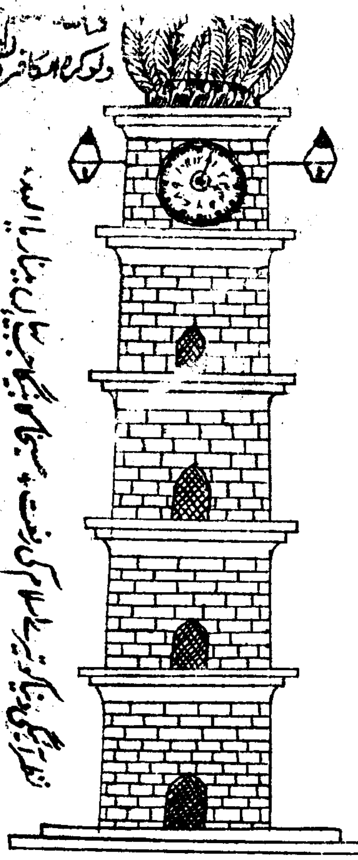
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ولو کرہ الکافرون

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنِّیْ اَوٰی الْقَرْیَۃَ



الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷ | مورخہ ۲۴- جون ۱۹۰۳ء مطابق ۲۷- ربیع الاوّل ۱۳۲۱ھ | نمبر ۲۳

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

پرچہ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۰- جون ۱۹۰۳ء میں جو تقریر ہم نے درج کرنی چاہی تھی وہ بوجہ کسی قدر سہل انگاری اور میری غیر حاضری کی وجہ سے بے ترتیب ہوگئی۔ اس لئے اسکو مسلسل طور پر درج کرنیکے لئے پھر یہاں درج کرتے ہیں۔ - - - ایڈیٹر۔

ایمان کیونکر پیدا ہوتا ہے

قرآن شریف سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان کی فطرت میں سعادت اور ایک مناسبت نہ ہو ایمان پیدا نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل اگرچہ کھلے کھلے نشان لے کر آتے ہیں مگر اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان نشانوں میں ابتلا اور خفا کے پہلو بھی ضرور ہوتے ہیں سعید جو باریک بین اور دور بین نگاہ رکھتے ہیں۔ اپنی سعادت اور مناسبت فطرت سے ان امور کو جو دوسروں کی نگاہ میں مخفی ہوتے ہیں دیکھ لیتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں لیکن جو سطحی خیال کے لوگ ہوتے ہیں اور جنکی فطرت کو سعادت اور رشد سے کوئی مناسبت اور حصہ نہیں ہوتا وہ انکار کرتے ہیں اور تکذیب پر آمادہ ہوجاتے ہیں جسکا بُرا نتیجہ ان کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

دیکھو مکہ معظمہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ تو ابوجہل بھی مکہ ہی میں تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکہ ہی کے تھے لیکن ابوبکر رضؓ کی فطرت کو سچائی کے قبول کرنے کیساتھ کچھ ایسی مناسبت تھی کہ ابھی آپ شہر میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے۔ راستہ ہی میں جب ایک شخص سے پوچھا کہ کوئی نئی خبر سناؤ اور اس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اسی جگہ ایمان لے آئے + اور کوئی معجزہ اور نشان نہیں مانگا۔ اگرچہ بعد میں بے انتہا معجزات آپنے دیکھے اور خود ایک آیت ٹھہرے۔ لیکن ابوجہل نے باوجودیکہ ہزاروں ہزار نشان دیکھے۔ لیکن وہ مخالفت اور انکار سے باز نہ آیا اور تکذیب ہی کرتا رہا۔

اس میں کیا سر تھا پیدائش دونوں کی ایک ہی جگہ کی تھی ایک صدیق ٹھہرتا ہے اور دوسرا جو ابوالحکم کہلاتا تھا وہ ابوجہل بنتا ہے اس میں یہی راز تھا کہ اس کی فطرت کو سچائی کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہ تھی غرض ایمانی امور مناسبت پر ہی منحصر ہیں۔ جب مناسبت ہوتی ہے تو وہ خود معلم بن جاتی ہے اور امور حقہ کی تعلیم دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہل مناسبت کا وجود بھی ایک نشان ہوتا ہے۔

میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور میں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں۔ مگر افسوس میں اس دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے ہیں کہ وہ وقت قریب آئیگا کہ خدائے تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دیگا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دنیا پر کھل جائیگی لیکن وہ وقت وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جاویگا اور پھر کوئی ایمان سودمند نہ ہوسکے گا۔ میرے پاس وہی آتا ہے جسکی فطرت میں حق سے محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے جسکی فطرت سلیم ہے وہ دور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے لیکن جس کی فطرت میں سلامت روی نہیں اور جو مردہ طبیعت کے ہیں اُن کو میری باتیں مردہ نہیں معلوم ہوتی ہیں وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور

انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کرکے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ اون کا انجام کیا ہونیوالا ہے۔ میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اوٹھائیں گے کیا مجھ سے پہلے آنیوالے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اوٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر ہو کر اس دنیا سے اوٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جاوے کیونکہ میں **خدا تعالیٰ کی قسم** کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کریگا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں۔

جو حسن ظنی سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صحبت سے فائدہ اوٹھاتے ہیں۔ ان کا ایمان انکو ضائع نہیں کرتا بلکہ برومند کرتا ہے + میں کہتا ہوں کہ صادق کی شناخت کیلئے بہت مشکلات نہیں ہیں ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور خدا کا خوف مدنظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچالیا جاتا ہے۔ لیکن جو تکبر کرتا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے اوس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی ہے۔ یہ زمانہ کیسا مبارک زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پر آشوب دنوں میں محض اپنے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کیلئے یہ مبارک ارادہ فرمایا کہ غیب سے اسلام کی نصرت کا انتظام فرمایا اور ایک سلسلہ کو قائم کیا میں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جو اپنے دل میں اسلام کے لئے ایک درد رکھتے ہیں اور اوس کی عزت او وقعت اون کے دلوں میں ہے وہ بتائیں کہ کیا کوئی زمانہ اس زمانہ سے بڑھ کر اسلام پر گذرا ہے جس میں اسقدر سب وشتم اور توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گئی ہو اور قرآن شریف کی ہتک ہوئی ہو؟ مجھے مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس اور دلی رنج ہوتا ہے اور بعض وقت میں اس درد سے بیقرار ہو جاتا ہوں کہ ان میں اتنی حس بھی باقی نہ رہی کہ اس بےعزتی کو محسوس کر لیں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی عزت اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی جو اس قدر سب وشتم پر بھی وہ کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا۔ اور اون مخالفین اسلام کے منہ بند کرکے آپ کی عظمت اور پاکیزگی کو دنیا میں پھیلاتا۔ جبکہ خود اللہ تعالیٰ اور اوس کے ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو اس توہین کے وقت اس صلوٰۃ کا اظہار کسقدر ضروری ہے + اور اس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی صورت میں کیا ہے۔ مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی **عظمت** کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں

اور یہ سب کام ہو رہا ہے۔ لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اوس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اسکی آیات اور نشانات کے اسقدر لوگ گواہ ہیں۔ کہ اگر ان کو ایک جگہ جمع کیا جاوے تو ان کی تعداد اسقدر ہو کہ روئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔

اسقدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔ کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ میں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری **طبیعت** اور فطرت میں ہی یہ بات نہیں کہ میں اپنے لئے کسی تعریف کا خواہشمند باؤں اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں میں ہمیشہ انکسار اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا رہا لیکن یہ میرے اختیار اور طاقت سے باہر تھا کہ خدا تعالیٰ نے خود مجھے باہر نکالا۔ اور جسقدر میری تعریف اور بزرگی کا اظہار اوس نے اپنے پاک کلام میں جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے کیا یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے احمق اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ مگر سلیم الفطرت اور باریک نگاہ سے دیکھنے والا دانشمند خوب سوچ سکتا ہے کہ اسوقت واقعی ضروری تھا کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسقدر ہتک کی گئی ہے اور عیسائی مذہب کے واعظوں اور منادوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ اس سید المومنین کی شان میں گستاخیاں کی ہیں اور ایک عاجز مریم کے بچے کو خدا کی کرسی پر جا بٹھایا ہے اللہ تعالیٰ کی غیرت نے آپ کا جلال ظاہر کرنے کے لئے یہ مقدر کیا تھا کہ آپ کے ایک ادنیٰ **غلام کو مسیح ابن مریم** بنا کے دکھا دیا جب آپ کی امت کا ایک فرد اتنے بڑے مدارج حاصل کر سکتا ہے + تو اس سے آپ کی شان کا پتہ لگ سکتا ہے پس یہاں خدا تعالیٰ نے جسقدر عظمت اس سلسلہ کی دکھائی ہے اور جو کچھ تعریف کی ہے یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عظمت اور جلال کیلئے ہے مگر احمق ان باتوں سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتے۔

اسوقت صدی میں سے بیس سال گذرنے کو ہیں اور آخری زمانہ ہے چودھویں صدی ہے کہ جسکی بابت تمام اہل کشف نے کہا کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں آئیگا وہ تمام علامات اور نشانات جو مسیح موعود کی آمد کے متعلق پہلے سے بتائے گئے تھے [illegible] ظاہر ہو چکے آسمان نے کسوف خسوف سے اور زمین نے طاعون سے شہادت دی ہے اور بہت سے سعادتمندوں نے ان نشانات کو دیکھ کر مجھے قبول کیا اور پھر اور بھی بہت سے نشانات ان کی ایمانی قوت کو بڑھانے کیواسطے خدا تعالیٰ نے ظاہر کئے اور اسیطرح پر یہ جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے

اس مقام تک حضرت اقدس ابھی پہنچے تھے کہ خان عجب خانصاحب جو رقت قلب کے ساتھ چشم پُرآب تھے اپنے پُرجوش لہجہ میں بول اوٹھے کہ **وجود جناب خود شہادت است** ایڈیٹر

کوئی ایک بات ہوتی تو شک کرنیکا مقام ہو سکتا تھا۔ مگر یہاں تو خدا تعالیٰ نے ان کو نشان پر نشان دکھائے + اور ہر طرح سے اطمینان اور تسلی کی راہیں دکھائیں لیکن بہت ہی کم سمجھنے والے نکلے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ کیوں یہ لوگ جو میرا انکار کرتے ہیں ان ضرورتوں پر نظر نہیں کرتے جو اسوقت ایک مصلح کے وجود کی داعی ہیں۔؟ وہ دیکھیں کہ روئے زمین پر مسلمانوں کی کیا حالت ہے؟ کیا کسی پہلو سے بھی کوئی قابل اطمینان صورت دکھائی دیتی ہے شان وشوکت کی حالت تو سلطنت کی صورت میں نظر آسکتی ہے مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنت اسوقت روم کی سلطنت ہے لیکن اس کی حالت کو دیکھ لو وہ کیسی دانتوں میں زبان ہو رہی ہے اور آئے دن کسی نہ کسی خرخشہ اور مخمصہ میں مبتلا رہتی ہے علمی حالت کے لحاظ سے سب رو رہے ہیں کہ مسلمان پیچھے رہے ہوئے ہیں اور نت نئی مجلسیں اور کمیٹیاں قائم ہوتی ہیں کہ مسلمانوں کی علمی حالت کی اصلاح کی جاوے + دنیوی لحاظ سے تو یہ حالت اور دینی پہلو کے لحاظ سے تو بہت ہی گری ہوئی حالت ہے کوئی بدعت اور فعل شنیع نہیں ہے جس کے مرتکب مسلمان نہ پائے جاتے ہوں اعمال صالحہ کی بجائے چند رسوم باقی رہ گئے ہیں جیلخانوں کو جا کر دیکھو تو زیادہ مجرم مسلمان دکھائی دیں گے کس کس بات کا ذکر کیا جاوے مسلمانوں کی حالت اسوقت بہت ہی گری ہوئی ہے اور اون پر آفات پر آفات نازل ہو رہی ہیں مگر کیا مسلمان ابھی چاہتے ہیں کہ وہ اور پیسے جاویں اس سے بڑھ کر اون کی ذلیل حالت کیا ہوگی کہ وہ پاک دین جو بےنظیر دولت اون کے پاس تھی اور ایمان جیسی نعمت وہ کھو بیٹھے ہیں اور مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والے عیسائی ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے اور اسلام کا مضحکہ اوڑاتے ہیں اور یا اگر کھلے طور پر عیسائی نہیں ہوئے تو عیسائیوں کے علوم فلسفہ وطبعی سے متاثر ہو کر مذہب کو ایک بے ضرورت اور بے فائدہ شے سمجھنے لگ گئے ہیں یہ آفتیں ہیں جو اسلام پر آ رہی ہیں اور میں نہایت

درد اور افسوس سے سُنتا ہوں کہ اب بھی کہا جاتا ہے کہ کسی مصلح کی ضرورت نہیں؟ حالانکہ زمانہ خود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس وقت ضرورت ہے کہ کوئی شخص آوے اور وہ اصلاح کرے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ خدا تعالےٰ اس وقت کیوں خاموش رہتا جبکہ اُسنے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون خود فرمایا ہے اسلام پر ایسا خطرناک صدمہ پہونچا ہے کہ ایک ہزار سال قبل تک اُسکا نمونہ اور نظیر موجود نہیں ہے یہ شیطان کا آخری حملہ ہے اور وہ اس وقت مادی طاقت اور زور کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد کو پورا کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے تا میں ہمیشہ کے لیے اُس کا سر کچل دوں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ حاجت نہیں ہے ہم نماز و روزہ کرتے ہیں وہ جاہل ہیں انھیں معلوم نہیں ہے کہ یہ سب اعمال اُن کے مردہ ہیں ان میں روح اور جان نہیں اور وہ نہیں سکتی جبتک وہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ پیوند نہ کریں اور اس سے وہ سیراب کرنے والا پانی حاصل نہ کریں۔ تقویٰ اس وقت کہاں ہے؟ رسم و عادت کے طور پر مومن کہلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا جبتک کہ خدا کو دیکھا نہ جاوے اور خدا کو دیکھنے کے لیے اور کوئی راہ نہیں ہے۔

(اس سفر میں حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھانسی اور نزلہ کی شکایت تھی یہانتک پہونچکر پھر کھانسی کی شکایت ہوئی اسپر آپنے فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ لوگوں کو کچھ سناؤں مگر کھانسی کی وجہ سے روک ہوئی ہے)

غرض اس وقت اسقدر ضرورتیں داعی ہیں کہ اُن کے بیان کرنے کے لیے بہت بڑا وقت چاہیے اور پھر اسقدر نشانات ظاہر ہوئے ہیں کہ انکی بھی ایک بہت بڑی ضخیم کتاب طیار ہوئی ہے میں نے ایک شعر میں ان دونوں باتوں کو جمع کرکے کہا ہے۔

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پے تصدیق من استادہ اند

حضرت حجۃ اللہ امام الملت کے مکتوبات

فاصل امروہی کے نام

بخدمت مکرمی اخویم سید محمد احسن صاحب بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

تحریری بیعت کرنیوالونکوسبق۔ انوار الٰہیہ کے نزول کا طریق

بعد ہذا آپکا نام اس کتاب میں لکھ لیا ہے جو بیعت کرنیوالوں کیلیے طیار کی گئی ہے لیکن اس فعل کا بطریق سنت واقعہ ہونا ضروری ہے کہ اس میں برکات ہیں جس وقت آپکو فرصت ہو اور حرج نہ ہو باجبر وقت اخویم مولوی محمد بشیر صاحب کو اس امر میں صحت نیت پیدا ہو جاوے اور وہ اس غرض کے لیے سفر کریں تب آپ مسنون طور پر عمل کرنے کے لیے تشریف لاویں سورۃ فاتحہ کا ورد نماز میں بہت ہے بہتر ہے کہ نماز تہجد میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کا بدلی توجہ و خضوع و خشوع تکرار کریں اور اپنے دلکو نزول انوار الٰہیہ کے لیے پیش کریں۔ اور کبھی تکرار آیت ایاک نعبد وایاک نستعین کا کیا کریں۔ ان دونوں آیتوں کا تکرار انشاء اللہ القدیر تنویر قلب و تزکیہ نفس کا موجب ہوگا دوم استغفار طالب کے لیے ضروری ہے خدا تعالےٰ اپنی محبت میں آپکو ترقی بخشے اور استقامت نصیب کرے آمین ثم آمین

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

(اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے شاید فاضل امروہی بتا سکیں۔)

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی محبی اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

دنیادار لوگ حق کے دشمن ہیں بردباری کی راہ

عنایت نامہ جو اخلاص اور محبت سے بھرا ہوا تھا پہونچا۔ دنیا کے لوگ ہر ایک اہل حق سے دشمنی کرتے رہتے ہیں پھر آنمکرم سے بھی اگر کریں تو کوئی نئی بات نہیں ہے صرف اسقدر ضروری ہے کہ ہر ایک حاسد کے جور و جفا کے اخلاق سے برداشت کرنی چاہیے اور خدا کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اور کثرت استغفار کی اپنی عادت ڈالنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور ابتلا اور امتحان سے بچاوے ہمیشہ اپنی خیر و عافیت سے مطلع فرماتے رہیں۔ ازالہ اوہام اب ہفتہ عشرہ تک انشاء اللہ نکلنے والا ہے والسلام خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۱۷ اگست ۱۸۹۱ء

ایضاً

تبلیغ حق

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم و مکرم مولوی سید محمد احسن صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عنایت نامہ مع ایک خط و نقل جوابات پہونچا آپ نے جو کچھ لکھا ہے بہت مناسب لکھا ہے اللہ اگر تحریر فرمانے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں تھا

جن لوگوں کے دو نہیں خدا تعالےٰ نے مناسبت پیدا نہیں کی اور نیک ظنی کی قوت نہیں بخشی وہ انبیاء علیہم السلام سے بھی اصلاح پذیر نہیں ہوسکے ہر ایک انسان کا فطرتی مادہ اپنی کیفیت کی طرف اُسکو کھینچ رہا ہے کل یعمل علی شاکلتہ زیادہ خیریت ہے والسلام۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۴ اگست ۱۸۸۹ء

ایضاً

براہین احمدیہ کی تصنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی

محبی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ یہ عاجز بباعث ضعف دماغ ایسا علیل ہو رہا ہے کہ ایک کارڈ لکھنا بھی مشکل ہو گیا ہے کتاب براہین احمدیہ جس قدر چھپ کر مکمل اور جس قدر غیر مکمل ہے جس قدر امور بعد مخالف تالیفوں کے ان کے جواب میں اس عاجز پر منکشف ہوئے ہیں یا جو کچھ وقتاً فوقتاً بعض دقائق و معارف بعد میں تائید اس عاجز پر کھولے گئے ہیں وہ ابھی تک اس کتاب میں شامل نہیں کیے گئے اور اپنی تالیفات کا گھٹانا یا بڑھانا مفصل کرنا یا مجمل رکھنا اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ پس جسنے ایسا اعتراض کیا ہے وہ اعتراض قلت تدبر کی وجہ سے ہے میں اس وقت لدھیانہ میں ہوں شاید پندرہ روز اور اسجگہ رہوں والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔

(اس خط پر کوئی مہر تاریخ نہیں ہے لیکن ڈاک خانہ لدھیانہ کی مہر ۱۱ فروری ۱۸۸۶ء کی ہے۔ ایڈیٹر)

ایضاً*

توقف کا اظہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عنایت نامہ پہونچا یقیناً یہ بات سچ ہے کہ کتابوں کی طبع میں حد سے زیادہ توقف ہو گیا ہے لیکن یہ توقف محض حکمت و مصلحت الٰہی سے ظہور میں آئی ہے اور بہت سی درمیانی بابرکت رکاوٹیں جنکا ذکر موجب تطویل ہے اس توقف کا موجب ہو گئی ہیں قرآن شریف بھی اگر خدا تعالےٰ چاہتا تو ایک ہی دفعہ نازل ہو سکتا تھا لیکن تمام کام خدا تعالیٰ کے دفعتاً اور تانی سے ہوتے ہیں اب یہ عاجز بہت کوشش میں ہے۔ یقین ہے کہ جلد تر سب کام انجام پذیر ہو جاوینگے ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۱۸ اپریل ۱۸۸۸ء

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔ مکرمی اخویم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا

* حضرت اقدس نے مکرمی لکھا ہے

الحمد للہ و المنتہ کہ خدا وند کریم و رحیم نے آپ کو شفا بخشی نہایت خوشی ہوئی اس کتاب میں منجانب اللہ لیسی روکیں اور ایسے موانع پیش آتے رہے ہیں کہ جنکی وجہ سے آج تک طبع حصہ پنجم و دیگر رسائل معرض توقف میں ہوتا گیا۔ مگر یہ حکمت الٰہی ہے دیر آید درست آید امید رکھتا ہوں کہ اللہ جلشانہ اپنے فضل و کرم سے خود تمام کام انجام پذیر کردیگا کہ سب کام اُس کے ہاتھ میں ہے ایک اشتہار ارسال خدمت ہے اسکو جہانتک ممکن ہو شایع کر دیں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد از قادیاں۔

۷-جنوری ۱۸۸۶ء

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔ مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہنچا مولوی صدیق حسن صاحب کے لئے جیساکہ اشارہ ہوا تھا۔ اس عاجز نے دعا مغفرت کی تھی امید کی جاتی ہے کہ گناہوں کے حق میں بہتر ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے حالات سے مطلع و مطمئن فرماتے رہیں زیادہ خیریت ہے والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۷- مارچ ۱۸۹۱ء

ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم مشفقی مجبی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

اخلاص نامہ آنمکرم پہونچکر بدریافت خیر و عافیت خوشی ہوئی۔ یہ عاجز اب بفضلہ تعالیٰ تندرست ہے مگر اس عاجز کے لڑکے کی طبیعت کسی قدر علیل ہے چونکہ ڈاکٹر کا علاج مناسب تھا اس لئے بٹالہ ضلع گورداسپور میں مع عیال یہ عاجز آگیا ہے اور علاج ہوتا ہے ابھی کوئی حصہ چھپنا شروع نہیں ہوا۔ دن رات اسی فکر میں ہوں کہ یہ کام جلد انجام پذیر ہوجاوے۔ خدا تعالےٰ آپکو اپنی محبت عطا فرماوے آمین ثم آمین

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

اس خط پر بھی کوئی تاریخ ثبت نہیں البتہ ڈاکخانہ بٹالہ کی مہر ۷-اکتوبر ۱۸۹۶ء کی اور بھوپال کی ۱۲-اکتوبر ۱۸۹۶ء کی ہے .... ایڈیٹر

بقایا دار اپنے اپنے حساب صاف کریں

ملفوظات احمدیہ

دومن کتھولک اور پراٹسٹنٹ در اصل دونوں ایک ہی ہیں آدم زاد کی پرستش کرنے میں کوئی ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہے ایک بیٹے کی پرستش کرتا ہے تو دوسرا ماں کو بھی خدا بناتا ہے اور اس معاملہ میں وہ عقلمندی سے کام لیتا ہے جب بیٹا خدا ہے تو ماں تو ضرور خدا ہونی چاہیئے مگر اب وقت آگیا ہے کہ انسان پرستی کا شہتیر ٹوٹ جاوے (۳۰ ۹/۴)

مفتی محمد صادق صاحب کو فرمایا جبکہ اونہوں نے مسٹر وب کا ایک خط سنایا کہ انکو لکھدو کہ عمر گذرتی جاتی ہے جو کرنا ہے اب کر لو دن بدن قویٰ کمزور ہوتے جاتے ہیں دس برس پہلے جو قویٰ تھے وہ آج کہاں ہیں گذشتہ کا حساب کچھ نہیں آئیندہ کا اعتبار نہیں جو کچھ کرنا ہو آدمی کو موجودہ وقت کو غنیمت سمجھکر کرنا چاہیئے۔ اب اسلام کی خدمت کرلو۔ اول واقفیت پیدا کرو کہ ٹھیک اسلام کیا ہے؟ اسلام کی خدمت جو شخص درویشی اور قناعت سے کرتا ہے وہ ایک معجزہ اور نشان ہوجاتا ہے جو جمعیت کے ساتھ کرتا ہے اُس کا مزہ نہیں آتا۔ کیونکہ توکل علی اللہ کا پورا لطف نہیں رہتا اور جب توکل پر کام کیا جاوے تو خدا مدد کرتا ہے۔ اور یہہ باتیں روحانیت سے پیدا ہوتی ہیں جب روحانیت انسان کے اندر پیدا ہو تو وہ وضع بدل دیتا ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح پر صحابہ کی وضع بدل دی یہ سارا کام اس کشش نے کیا جو صادق کے اندر ہوتی ہے یہہ خیالات باطل ہیں کہ کئی لاکھ روپیہ ہو تو کام چلے خدا تعالیٰ پر توکل کرکے جب ایک کام شروع کیا جاوے اور اصل غرض اُس کے دین کی خدمت ہو تو وہ خود مددگار ہوجاتا ہے اور سارے سامان اور اسباب بہم پہنچا دیتا ہے (")

جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے ذکر پر فرمایا کہ بڑے سعید اور مخلص ہیں اور حقیقت میں مردانگی یہی ہے کہ جب تعلق پکڑے تو آخر تک نبھاوے یک در گیر و محکم گیر۔ (")

یہہ مجلس خود اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی ہے جس میں بیٹھکر خدا نظر آتا ہے جو راستہ ہم صاف کرتے ہیں مشرق مغرب میں کہیں چلے جاؤ کسی جگہ وہ بات نہیں ملیگی کوئی ہفتہ نہیں ایسا گذرتا۔ جب ایک یا دو باتیں اسلام کی تائید میں پیدا نہ ہوتی ہوں۔ (")

جو لوگ سچے مذہب کے پیرو ہوتے ہیں خدا تعالےٰ ان ہی کے ساتھ ہوتا ہے اون کے اور اون کے غیروں میں ایک امتیاز ہوتا ہے جو تائید وہ اسلام کی کرتا ہے وہ دوسروں کی نہیں کرتا اسلام کا خدا اپنے کلام کے ساتھ ایک شرف عطا کرتا ہے جو اور کسی کو نہیں ملتا اور اس طرح پر وہ قدرت کے نشان دکھاتا ہے اور کوئی اون کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہاں باتیں بنانے والے بہت ہوجاتے ہیں خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہیں کہ انسان کے تابع ہو بلکہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے تابع ہوں۔

آج ہمیں کوئی دکھائے کہ اسلام کے سوا کونسا مذہب ہے جو اللہ اور اُس کی مخلوق کے لئے پاک ہدایت کرتا ہو۔

دُنیا ایسی ہے کہ یہ آرام کی جگہ نہیں بلکہ ایک خارستان ہے خوشی کی جگہ نہیں اس کے ساتھ الام و اسقام لگے ہوئے ہیں ہمارے خاندان میں پچاس کے قریب آدمی تھے وہ قریباً سب کے سب خاک کے نیچے چلے گئے بچوں بیویوں میں ابتلا آتے ہیں اس سے بھی انسان کو سبق ملتا ہے اس پر دُنیا کی بے ثباتی اور حقیقت منکشف ہوجاتی ہے۔ انسان چونکہ دو محبتوں کا مجموعہ ہے کیونکہ انسان اصل میں انسان ہے اس لئے اوس میں انس شفقت کا مادہ زیادہ ہو اگر اس میں یہ قوتیں نہ ہوتیں تو پھر بچوں اور دوسرے کمزور لوگوں کی پرورش کیونکر کرتا حقوق کا ادا کرنا دوستی کے تعلقات یہہ سب انس کو چاہتے ہیں۔ آج پر میں دیکھتا ہوں کہ جسقدر یہ سلسلہ بڑھتا جاتا ہے اسقدر میرے تعلقات بڑھتے جاتے ہیں اور متعلقین کا غم اور فکر بڑھ رہا ہے اور ہر روز کسی نہ کسی عزیز یا دوست کی تکلیف کی کوئی نہ کوئی خبر آجاتی ہے تو میں اس سے سخت کرب اور بے آرامی میں رہتا ہوں اور بعض وقت تو یہانتک حالت ہوتی ہے کہ نیند بھی نہیں آتی یہ سچی بات ہے کہ جسقدر تعلقات بڑھتے ہیں اوسی قدر غم اور فکر بڑھتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال لکھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں بڑا آزاد ہوں۔ کیونکہ بے تعلق ہوں۔ مگر یہہ کوئی فضیلت اور خوبی نہیں ہے۔ اس سے اخلاق کے سارے شعبے مکمل نہیں ہوتے۔ یہ نقص کی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ بچے مرے تھے آپ نے جو ثبات قدم اور رضا بالقضا کا کامل نمونہ دکھایا کسی اور کی زندگی میں کہاں ملتا ہے

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

تمام صداقتیں جو پہلی کتابوں میں پائی جاتی ہیں وہ قرآن شریف میں موجود ہیں مگر زبر الاولین اور کتاب اللہ میں اتنا فرق ہے کہ پہلی کتابوں میں وہ صداقتیں مدلل اور مبرہن نہیں ہیں اور قرآن شریف اون کو مدلل اور مبرہن ..... کرکے بیان کرتا ہے -

قرآن شریف کی تلاوت کرو مگر عمل کیلئے اور اگر قرآن شریف میں کوئی آیت ایسی باوجود بہر معلوم ہو اور ایسا نظر آوے کہ اوس پر عمل نہیں ہو سکتا تو یاد رکھو ایسا خیال سخت خطرناک ہے اسی وقت استغفار کرو - کیونکہ یہ حالت شیطان کی ہوتی ہے جو قرآن شریف اُس کے لئے باعث راحت نہیں ہے - پس تم ایک ڈائیری بناؤ اور اسمیں وہ تمام باتیں جو تم سنو پڑھو درج کرو - اور انہیں غور کرو کہ کیا نہیں قرآن کریم سے لذت آتی ہے یا کسی اور کے کلام سے پھر تمہیں پتہ لگ جاوے گا کہ تم کون ہو -

قرآن شریف نے دلائل قیامت بیان کرتے ہوئے ایک لطیف دلیل دی اور وہ یہ ہے قل سیروا فی الارض کہدو کہ ان ملکوں کی سیر کرو جہاں انبیاء علیہم السلام جو مصدق قیامت تھے آئے تھے - فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین پس تم دیکھو کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں سے قطع کرنے والوں کا انجام کیا ہوا - یعنے جو لوگ مکذب و منکر قیامت تھے اون کے انجام پر نظر کرو - قیامت کا منکر جب قیامت کے قائل کے سامنے بشکل مخالف کھڑا ہوتا ہے اور مقابلہ کرتا ہے تو منکر ہلاک ہو جاتا ہے جس سے مصدق قیامت کے ساتھ تائید الٰہی ثابت ہوتی ہے اور یہی قیامت کی بین دلیل ہے -

المودۃ فی القربیٰ اس کے معنے کرتے ہوئے حضرت حکیم الامت نے فرمایا -

قربیٰ - (۱) وہ باتیں جن سے تم مقرب باللہ بنجاؤ (میں چاہتا ہوں کہ یہ معنے سب سے مقدم ہوں) نعم الدینا

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کے یہہ معنے کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام قریش قریبی رشتہ دار تھے اور ان تمام میں باہم ہمیشہ جنگ و جدال رہتے تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے کچھ نہیں چاہتا سوائے اسکے تم باہم کی لڑائیاں چھوڑ دو اور آپسمیں محبت کرو

(۳) تمام مقربان خدا کے ساتھ محبت کرو - المقربین السابقون الاولون من المہاجرین والانصار الآیۃ -

(۴) الغربیٰ جمیع الاقارب - کنتم بنعمتہ اخوانا -

اطاعت تین طرح سے ہوتی ہے - اوّل محبت اطاعت کا ذریعہ ہے - محبوب کے حکموں کی فرمانبرداری کی جاتی ہے اور سب سے بڑھ کر محبوب خدا ہی ہے - دوم - خوف بھی ذریعہ اطاعت ہے - سب سے زیادہ احکم الحاکمین کا خوف رکھنا چاہئے - اور وہ اللہ جلشانہ ہے - سوم - اپنی حاجت روا جو ہو - ہر حاجت کو پورا کرنیوالا حاجتوں پر پوری خبر رکھنے والا اور حاجتوں کے پورا کرنے پر قادر وہ صرف خدا ہی ہے -

گناہ سے بچنے کے دو بڑے نسخے ہمیشہ یاد رکھو اول ہر وقت دل میں یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال دیکھتا اور جانتا ہے

دوم - اللہ تعالیٰ کی اس صفت پر ایمان لاؤ - واللہ مخرج ما کنتم تکتمون - یعنے جو گناہ تم پوشیدہ ہو کر کریں گے اللہ تعالیٰ اوسے ظاہر کر دیگا -

شیطان کبھی کبھی نیکی کے رنگ میں بھی انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے ایسے اوراد اور وظائف بنائے جاتے ہیں کہ انسان باجماعت نماز سے بچایا جائے پس انسان کو اپنی نیکیوں کا گمان اور غرور نہیں کرنا چاہئے اور چونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف قوی دئے ہیں اس لئے جو بات اسکو نہیں دی گئی اس کو چاہئے کہ دوسروں سے لیکر اسکا فائدہ اُٹھاوے اور اسمیں اپنی کسر شان نہ سمجھے اس لئے فرمایا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون -

انما اموالکم واولادکم فتنۃ کے میں یہ معنے کیا کرتا ہوں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں کندن بنا دیتی ہے خدا تعالیٰ کا کوئی فعل عبث اور بیہودہ نہیں ہوتا بلکہ انسان ہی کی بہتری اور بہبودی کے واسطے ہوتا ہے اس لئے اولاد اور مال بھی انسان کو کندن بنا دیتا ہے ان کی خبرگیری - احتیاط - سلوک وغیرہ سے اس کی اخلاقی قوتوں کا نشو و نما ہوتا ہے لیکن جس شخص کو ایسا موقع حاصل نہیں وہ ان اخلاق فاضلہ کو کیسے سیکھ سکتا ہے

اخوۃ

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ تعالیٰ کے ایک خطبہ کا ماحصل

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ

سب مومن آپس میں بھائی ہیں - پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح - محبت اور نیکی پھیلانے کی کوشش کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کرے ایمان والو کوئی مرد کسی مرد سے ٹھٹھا نہ کرے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جسکو ٹھٹھا کیا جاوے وہ ٹھٹھا کرنے والوں سے اچھا ہو اور باہم بھائیوں میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور ایکدوسرے کا چڑ کا نام نہ رکھو - کیونکہ ایمان لانے کے بعد ایسا مناسب نہیں ہے - اب بھی جو شخص توبہ نہ کرے اور گندی عادتوں کو نہ چھوڑے اللہ کے نزدیک وہ ظالم ہے

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان صفات مذمومہ سے اجتناب کی ہدایت کی ہے جن کو چھوڑنے کے بغیر کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی اور نہ وہ سچی محبت اور حقیقی اخوت قائم ہو سکتی ہے جو اسلام پیدا کرنی چاہتا ہے اور جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم اور مذہب میں نہیں پائی جاتی -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عربوں کا یہ حال تھا کہ اُن میں کا ہر فرد واحد اپنے آپ کو فخر سے دیکھتا تھا اور دوسروں کو نہایت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور ایک دوسرے کے ایسے نام رکھتے جو اوس کی تذلیل کا موجب ہوتے اور اُس کو چڑاتے یا اوس کی کسی خلقی نقص کو ظاہر کرتے - یہہ بد عادت اسوقت بھی ہمارے ملک میں پھیلی ہوئی ہے اور کشمیر میں تو خصوصیت کے ساتھ بہت ہے میں نے دیکھا ہے کہ وہاں اصل نام سے بہت ہی کم پکارتے ہیں بلکہ کوئی نہ کوئی اور برا نام جو خواہ اس کے قد کے لحاظ سے ہو یا زبان یا کسی اور عضو کے لحاظ سے مگر چڑانے والا ہوتا ہے - اسی سے پکارتے ہیں -

ان باتوں کا نتیجہ ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ جھگڑے کینے - دشمنی - عداوت اور مقدمات ہوتے ہیں جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے ایسی باتیں عربوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بہت تھیں

لیکن آپ کی قوت قدسی اور قرآن کریم کی پاک تاثیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان عیبوں سے نجات دی اور یہاں تک ان کی حالت بدل گئی کہ اگر کوئی شخص آکر یہہ بھی کہدے کہ فلاں شخص نے یہہ گناہ کیا ہے تو دوسرا ہرگز ہرگز یقین نہیں کر سکتا تھا وہ باہم ایسی سینہ صاف جماعت ہو گئی تھی کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل کسی قسم کی دشمنی اور کھوٹ ان کے سینوں میں رہا ہی نہیں وہ باتیں جن سے حقد و حسد اور غیظ و غضب عصہ اور عداوت پیدا ہوتی ہے ان کا مادہ ہی انکے سینوں میں باقی نہیں رہا تھا وہ دنیا میں بھائیوں کی طرح بسر کرتے تھے۔ جیسے فرمایا ہے۔ اخوانا علی سرر متقابلین

اسی آیت پر (جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صفائی باطن و یگانگت اور اخوت کی روشن دلیل اور زبردست شاہد ہے) غور کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی تاثیر صحبت کا زبردست ثبوت ملتا ہے کہ آپ نے انہیں کیسی تبدیلی پیدا کر دی۔ حقیقت میں یہہ چھوٹی سی بات نہیں۔ بڑی عظیم الشان تبدیلی ہے جس کا نمونہ کسی نبی کی امت اور قوم میں یقیناً نظر نہیں آتا۔ کیا مسیح کے حواریوں میں یہہ مثال ملسکتی ہے؟ کبھی نہیں!

اخوانا علی سرر متقابلین میں غور کرنے سے عجیب مزا آتا ہے۔ دنیا میں اگر ایسی مجلس ہو تو کسی غریب کو جوتیوں پر بیٹھنا پڑتا ہے اور امیر ہو تو اسے خاص جگہ پر بٹھلاتے ہیں۔ غرض حسب مراتب نشست کا انتظام ہوتا ہے اور سردار مجلس سے اوپر بیٹھتا ہے۔ مگر بخلاف اس کے یہہ نظارہ ہی اور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوجہان کے شاہنشاہ تھے جن کے برابر کوئی بادشاہ نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ آپ باوجود اسقدر عظمت و عزت کے جو آپ کو حاصل تھی اپنے خدام کے زمرہ میں جب بیٹھتے تھے تو کوئی امتیاز اور فرق نہ ہوتا تھا اور بسا اوقات ایک اجنبی کو آکر پوچھنا پڑتا تھا۔ ایکم محمد تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تخت یا مسند اپنے لئے الگ نہیں بنائی ہوئی تھی جیسا کہ ادنی دنیا کے فرزندوں میں رواج ہے یہہ پہلا عملی سبق تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سچی اخوت قائم کرنیکے لئے پڑھایا تھا جب سید الکونین کا یہہ حال ہے کہ وہ درویشوں کے ساتھ مٹی پر بیٹھتا ہے تو اس کے اصحاب کب اپنے آپ کو ایک دوسرے پر فضیلت دے سکتے تھے؟ علی سرر متقابلین کا لفظ بھی صاف بتا رہا ہے کہ وہ برابر کے درجوں میں ہیں اگرچہ وہ کھجور کے پتوں یا مٹی پر بیٹھے ہوں بلکہ بارش کے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (جو چھوٹی سی تھی اور جسکی چھت بھی مضبوط نہ تھی بلکہ کھجور کی لکڑیاں اور پتیاں تھیں) ٹپک پڑتی تھی اور حضور کا روئے مبارک کیچڑ سے بھر جاتا تھا۔ اب بظاہر گو ایسی جگہ ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ایسا کمال دیا ہے کہ وہ سب کے سب تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں

الغرض میں ذوق کلام میں دور چلا گیا۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے سچی اخوۃ کی تعلیم دی ہے اور جو باتیں اس پاک رشتہ کی راہ میں روک ہو سکتی ہیں ان سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ مگر اب دیکھنا یہہ ہے کہ یہہ تو صرف حکم ہے۔ یہ کس طرح معلوم ہو کہ اوس پر چلا بھی؟ اور اس اخوۃ کا کبھی کوئی وجود قائم بھی ہوا؟ میں اس کے جواب میں کہونگا کہ قرآن شریف کا خدا کی کتاب ہونا اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کے احکام پر عمل ہوا اور اوس کے نتایج اور ثمرات دکہائے گئے۔ جیسا کہ میں نے ونزعنا ما فی صدورہم من غل کی آیت پیش کرکے دکہائی ہے۔ یہ آیت ثبوت ہے اس حکم کی تعمیل کا۔ یعنے ہمنے ان انتڑیوں کو دھو ڈالا ہے جن میں کینہ ہوتا ہے۔ کینہ میں ایک دوسرے کی طرف پیٹھ کر دیتا ہے باہم بولتے نہیں مگر اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول اور اس کے اصحاب ایک دوسرے کیطرف مونہہ کرکے بیٹھتے ہیں اور گویا ماں جائے بھائیوں کی طرح ایکدوسرے کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔

یہ عظمت اور یہ جلال اور مبارک کی قرآن شریف ہی کی شان کے شایاں ہے کہ جو حکم وہ پیش کرتا ہے اس کی تعمیل اور اس کے ثمرات اور نتایج کا ثبوت بھی ساتھ ہی دیتا ہے کہ کسی تعلیم کی نسبت یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ وہ ناقابل عمل ہے۔ انجیل ایک گال پر طمانچہ کہاکر دوسری پھیر دینے کی تعلیم تو دیتی ہے۔ لیکن کوئی پادری اور مشنری اور بشپ ہمیں بتائے کہ کس وقت یہہ تعلیم زیر عمل آئی ہے کسی زمانہ میں بھی اس پر عمل نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کو ہاتھ میں لیکر دنیا بھر کی کتابوں کو جھٹلا سکتے ہیں۔ اسلئے کہ انہیں یہہ ثبوت نہیں ہے توریت انجیل اپنی تعلیمات کا کوئی اثر اور نتیجہ ہرگز نہیں دکھا سکتی ہیں۔ ہمنے دیکھا ہے کہ وید کے اندر بڑی بڑی دعائیں مانگی گئی ہیں کہ ہمارے دشمنوں کو ذلیل تباہ کر اور ہمیں یوں برومند کر مگر ویدکی ان دعاؤں کی ناکامی اور نامرادی عملی طور پر ظاہر ہو گئی ہے کہ ہمیشہ سے یہہ لوگ دوسروں کے ماتحت ہی رہے اور وہ غلامی کا رسن جو اون کے گلے میں ڈالا گیا اب تک نہیں کھلا مگر قرآن شریف نے جہاں ایک طرف وانصرنا علی القوم الکافرین کی دعا سکھائی دوسری طرف غالب کرکے دکھا دیا اور ملکوں کے ملک عربوں کے زیر نگین ہوتے چلے گئے یہ ایک بین ثبوت ہے قرآن مجید کی حقانیت اور سچائی کا اور دوسری کتابوں کی ناکامی اور نامرادی ہی اُن کے ابطال کیلئے بس ہے۔

جو لوگ چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیمات کے اثر اور نتایج کو مشاہدہ کریں اون کو واجب ہے کہ وہ پہلے عربوں کی اس حالت پر اطلاع پیدا کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تھی اور پھر دیکھیں کہ آپ کے آنے کے بعد اسکی حالت میں کیا تبدیلی ہوئی؟ وہ جاہل تھے عالم بن گئے۔ سراسر تاریکی تھی نور کے فرزند بن گئے۔ بالکل نادار اور درویش تھے۔ دنیا کے فاتح اور شاہنشاہ بن گئے ان کے رہنے کو مکان اور پاؤں میں جوتا تک نہ تھا۔ لیکن قرآن کریم کی برکت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے۔ ایران۔ شام۔ روم اور ہندوستان۔ چین۔ سپین۔ اور دوسری ولایتوں کے خزانے زمین نے ان کی سامنے اگل دئے۔ میرے دوستو! یہ چھوٹی سی بات نہیں۔ ایک قوم ایسی ذلیل۔ کس مپرس۔ گمنام۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے قرآن کریم کے سبب سے اُن کو ایسا درجہ ملا کہ وہ ساری دنیا کے معلم کہلائے۔

دوستو! عزیزو! غور کرنے کا مقام ہے کہ وہ کیا بات تھی جس کے اختیار کرنے سے اُن کو یہ عزت اور دولت ملی وہ یہی پاک تعلیم تھی جس کی ہدایتوں نے اون کو پاک کر دیا وہ پہلے بدکاریاں کرتے تھے۔ مگر قرآن کریم کے ماتحت ہوکر پاکباز ہو گئے ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کرتے تھے۔ مگر ایمان لانیکے بعد ایک کی عزت دوسرے کی عزت تھی بلکہ ہر ایک اپنی عزت سے زیادہ دوسرے کی عزت کا پاس کرتا تھا۔ یہ کلید اون کو دی گئی تھی جس سے سارے صندوقوں کے قفل کھل گئے۔

اگر میں اسوقت خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا جس میں مضمون کو بہت ہی مختصر کرنا پڑتا ہے تو میں اس اخوۃ کے نمونے آپ کو صحابہ کی سیرۃ میں کہاتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور قرآن کریم کی پاکیزہ ہدایتوں نے قایم کی تھی۔ میں جب اسلامی تاریخ کو پڑھتا ہوں اور اسی میں صحابہ کی سیرۃ کو دیکھتا ہوں تو بعض اوقات بے اختیار ہوکر وجد کی سی حالت مجھہ پر طاری ہو جاتی ہے اور میں کثرت سے درود شریف پڑھنے لگتا ہوں کہ یہ کیسا عظیم الشان انسان ہے اور اس کے پاک انفاس میں کیسی تاثیر ہے کہ ایسی اکھڑ قوم میں یہ حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا اعجاز ہے کہ مادہ پرست قوم کو بھی تسلیم کے سوا چارہ نہیں رہتا ایسے انقلاب

عظیم الشان کی کوئی مثال دنیا میں پیش کرے اگر وہ اس کے ماننے کے لئے طیار نہیں۔

اس زمانہ میں بھی بھائی بننے کا زور دیا گیا ہے۔ اور **برادرہڈ** کی تعلیم دی جاتی اور اس قسم کی سوسائیٹیاں اور مجلسیں بنائی جاتی ہیں۔ جنکے اغراض **اخوۃ** کا بڑھانا ہے۔ مگر ان انسانی تجویزوں کا نتیجہ کچھ نہیں اس لئے کہ ان میں وہ روح اور نمونہ نہیں جو اپنی پاک تاثیروں سے اثر ڈال سکے یہ فخر قرآن اور صرف قرآن شریف ہی کو حاصل ہے کہ اُس نے سب سے پہلے اس مسئلہ کو دنیا میں پھیلایا اور نہ صرف تعلیم دی بلکہ بنا کر دکھا دیا اور پھر بطور امتنان ظاہر کیا۔

کنتم اعدا فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

دنیا میں سچی اخوۃ قرآن شریف نے قایم کی اور پھر جب قایم ہوگی تو قرآن شریف کے ہی ذریعہ ہوگی اور آج پھر خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ دنیا میں سچی برادری قایم ہو اور اُس کے لئے اُس نے اپنا برگزیدہ امام بھیجا ہے جو اپنے طرز عمل اور پاک نمونہ سے اس رشتہ کو مضبوط کر رہا ہے اسوقت بھی دیکھ لو۔ کہ اس کی نشست کے لئے کوئی خاص امتیاز نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ سب سے نرالا اور ممتاز ہے اور وہ ہر جگہ درخشاں ہے مگر وہ تکلف اور تصنع جو دنیوی مجلسوں میں ہوتا ہے نہیں ہے ایک ہی چٹائی پر آپ اور ایک معمولی آدمی آپ کے پاس بیٹھتا ہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر سلطان روم یا خاقان چین بھی ہو تو بھی ایسا ہی ہو غرض یہ اپنے پاک نمونے سے دکھاتا ہے کہ تمکو کیا کرنا چاہئیے۔ پس میں آج پکار کر کہتا ہوں **انما المومنون اخوۃ** مومن بھائی بھائی ہیں۔ تم یاد رکھو کہ یہ آیت گویا اسوقت پھر اتر رہی ہے۔ خدا کا برگزیدہ رسول تم میں موجود ہے۔ اس کے بعد تم میں باہم کوئی عداوت اور کینہ نہ ہو۔ تم میں سے کوئی جو اعلیٰ النسب رکھتا ہے اپنے بھائی کو جسے یہ شرف حاصل نہیں حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے اور استہزا نہ کرے۔ عالم جاہل کو ذلیل نہ سمجھے۔ دولتمند غریب پر نہ ہنسے۔ بڑا چھوٹے پر ظلم نہ کرے۔ غرض تم میں سے ہر ایک ایکدوسرے کی عزت کو اپنی عزت اور اُس کی ذلت کو اپنی ذلت سمجھنے والا ہو۔ کسی کا کوئی بدنام نہ رکھو کسی کے عیب سننے کے لئے طیار نہ ہو۔ جب یہ حالت تم میں پیدا ہوگی تو وہ اخوۃ جو خدا کا برگزیدہ بندہ قایم کرنی چاہتا ہے تم میں پیدا ہوگی۔ ہر وقت دعاؤں میں لگے رہو اور خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق کو مانگو کیونکہ اُس کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا یہ ایک مجرب نسخہ ہے جس سے قوم قوم بنتی ہے ہم چاہتے ہو کہ قوم بنو پھر کیا وجہ ہے کہ ان اصولوں کو ترک کرو جو قوم بننے کے لئے ضروری ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ہم ان ہدایتوں پر عمل کریں۔ اور ہم میں سچی برادری قایم ہو۔ آمین۔

واقفیت بڑھانیوالی خبریں

سائینس کے ذریعہ یہ بھی ممکن ہو گیا کہ بہرے آدمی بھی سن سکتے ہیں امریکہ کے ایک ڈاکٹر ہچنسن نے ایک ایجاد کی ہے جو ٹیلیفونوں کے ضروری اصول پر مبنی ہے اس ایجاد کے ذریعہ آواز کی لہروں میں اسقدر تیزی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اون لوگوں کے کانوں میں بھی اثر کر جاتی ہے جنہوں نے آواز کبھی سُنی ہی نہ تھی۔ موجد نے گذشتہ سال انگلستان میں گونگوں اور بہروں کے مدرسوں میں اپنی ایجاد کا تجربہ کرایا۔ +

برلن کے باغ حیوانات میں ایک قسم کا بندر ہے جسے "گریلا" کہتے ہیں اُسے ایک سیاح ہر اسکلنک افریقہ سے لایا تھا یہ بندر ہر رات جنگلوں میں جاگتے رہتے ہیں منڈلی باندھ کر گاتے ہیں۔ اگرچہ راگ زیادہ بسریلا نہیں ہوتا تاہم جو لوگ پہلے پہل سنتے ہیں انپر ایک جادو کا سا اثر کرتا ہے +

انڈے کی سفیدی پنیر کی آمیزش سے ایک ایسا سیرش بنجاتا ہے جسپر خشک ہونے کے بعد آگ اور پانی کا اثر نہیں ہوتا چمڑے کی بیٹھکوں اور جلدوں پر انڈے کی سفیدی ملنے سے چمک اور پائداری آجاتی ہے۔

عرق لیمو اور نمک سے کپڑوں پر سے پھپھوندی اور زنگ کے داغ دور ہو جاتے ہیں اور کپڑے کو ذرا بھی ضرر نہیں پہنچتا۔ دونوں چیزوں کو ملا کر داغوں پر لگا دو اور دھوپ میں رکھدو دو تین بار لگانے سے داغ بالکل اُڑ جائینگے +

کناڈا میں ایک شخص اسبسٹاس (ایک معدنی شے) سے ایک لباس بنایا ہے جس میں دستانے۔ ٹوپی۔ بوٹ اور نقاب بھی شامل ہیں۔ اس لباس کو پہن کر آدمی ایسے مکان میں رہ سکتا ہے جس میں آگ لگ رہی ہو اور اُسے ذرا بھی تکلیف اور نقصان نہیں ہوتا۔ نقاب میں ایک آلہ لگا ہے جس کے ذریعہ سے آدمی سانس لے سکتا ہے۔ مگر مضر ہوائیں سانس میں داخل نہیں ہو سکتیں +

فرانس کی بحری فوج کے ایک افسر نے ایک ایسا جہاز ایجاد کیا ہے جسمیں بالنسان سمندر میں جی متلانے کی سخت آفت سے بچا رہتا ہے۔ جہاز میں دو حصے ہیں نیچے کا کشتی نما حصہ پانی کے بارہ فٹ اندر ڈوبا رہتا ہے۔ اُسمیں انجن اور جہاز چلانے کے آلات ہیں اوپر کے حصہ میں جو پانی سے ۰ فٹ اوپر رہتا ہے مسافروں کے لئے کوٹھریاں ہیں دونوں حصوں میں آمد رفت کیلئے دو گھرنائیاں ہیں +

انگلستان میں مسٹر جے اسمتھ ریلوے انسپکٹر کے اوپر ایک نہایت دشوار عمل جراحی کیا گیا۔ اُس کے دماغ میں انڈے کے برابر ایک رسولی پیدا ہو گئی تھی جسے کاٹ کر نکالا گیا اگرچہ دماغ میں انڈے کے برابر ایک غار ہو گیا لیکن مریض کو صحت ہوتی جاتی ہے اور یقین کیا جاتا ہے کہ اس عمل کا آئندہ اسکی صحت پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ اسی طرح اٹلی میں ڈاکٹر سیونی نے ایک شخص گیا کلو نامی کے دماغ میں سے اتنی ہی بڑی رسولی نکالی۔ گیا کلو دس سال سے بیمار تھا یہاں تک کہ رسولی کے باعث وہ دونوں آنکھوں سے نابینا ہو گیا اور اس کی عقل بالکل جاتی رہی اُسکے رشتہ داروں نے تنگ آکر اُسے قید کر دیا۔

اوزون (ایک لطیف ہوا) جو ایک قسم کا آکسیجن ہے اُس سے پانی خوب صاف ہو جاتا ہے۔ اسمیں اجرام کے ہلاک کرنیکی صفات موجود ہیں۔ جنسے یورپ و امریکہ کے کیمیا ساز اور ماہرین علم الاجرام خوب واقف ہیں جرمنی کے شہر شٹیٹن میں ذخیرہ آبرسانی کا پانی اس سے صاف کیا جاتا ہے وہاں ایک عمدہ کارخانہ ہے جو بجلی کے ذریعہ ہوا میں سے اوزون کو پیدا کرتا ہے۔ جسے پانی صاف کرنے کے کام میں لایا جاتا ہے۔

مرض گٹھیا کے لئے سانپ کا تیل مفید ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ کے مقام میری لینڈ میں کوئی نصف ایکڑ اراضی میں پہاڑی ٹیلے ہیں جسپر گھنی جھاڑیاں اور گھاس اُگی ہوئی ہے۔ وہاں ۳ ۔ ۴ فٹ لمبے کوئی ۲۰ ہزار سانپ پائے جاتے ہیں جن کے کاٹے میں زہر نہیں ہوتا تیل نکالنے کی غرض سے انہیں پکڑ کر کھال اوتاری جاتی ہے اور پھر اون کا قیمہ سور کی چربی کیطرح تلا جاتا ہے جس میں سے تیل نکل آتا ہے۔ ہر سال میں ایک پیپا تیل وہاں کے سانپوں سے حاصل ہوتا ہے +

ساری مرضوں کے اجرام کو خاک پرورش کرتی مگر آفتاب کی شعاعیں فنا کرتی ہیں پیرس کی میڈیکل سوسائیٹی کی تحقیقات سے واضح ہوتا ہے کہ سڑکوں کو جھاڑو سے جھاڑنے کی نسبت پانی سے دھونا بہتر ہے کیونکہ اجرام خاک کے ذریعہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچ کر بربادی پھیلاتے ہیں +

ایک شخص کوپر ہیوٹ نے ایک برقی لمپ ایجاد کیا ہے جو پارے کی بھاپ سے روشن ہوتا ہے۔ اسمیں سرخ شعاعیں نہیں ہوتیں۔ اسکی آنکھوں کو کم تکلیف ہوتی ہے مگر سرخ شعاعوں کے نہ ہونے سے وہ رنگ جن میں سرخی ہوتی ہے مٹیالے یا ہلکے بنفشی معلوم ہوتے ہیں اور کمرے میں لکڑی کا جسقدر سامان ہوتا ہر سبزی مائل نظر آتا ہے۔ اور آدمیوں کی صورتیں سبز اور کہیں کہیں سرخی کے دھبے سے ہوئے معلوم ہوتے ہیں +

اڈرینیلین ایک دوا ہے جو دل کی حرکت پر اختیار رکھتی ہے اُسکا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ وہ نکسیر (ناک سے خون بہنے) کو روک دیتی ہے۔ ڈاکٹر ایچ ویلز نے ایک مریض کی ناک میں ایک حصہ اڈرینیلین

مضمون دعا کی تفہیم

۱۔ دعاؤں کی قبولیت کا ایمان ہر ایک انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ سعید دل میں یہہ ایمان زندہ رہتا اور ہر ایک چھوٹی بڑی ضرورت کے وقت اُن کو کامل یقین کے ساتھ خدا کی طرف جھکاتا ہے برعکس اس کے سعید مومن کی یہ ایک بڑی پہچان ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے خدا کی نصرت مغفرت اور رحمت کا طالب بنا رہے۔ جسقدر انسان دنیا پرست غافل اور جناب الٰہی سے دور ہوتا جاتا ہے اُسی قدر یہہ ایمان ضعیف اور بیجان ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پرلے درجہ کے بدبخت لوگوں میں بلا انتہا درجہ کے دُکھ اور مصیبت کے ظاہر نہیں ہوتا۔

چنانچہ یہ ایمان نیک و بد لوگوں میں مختلف درجوں پر ہم شب و روز خود مشاہدہ کرتے ہیں کوئی قوم تو کیا کوئی فرد بشر بھی ایسا نہیں جو ایک نہ ایکوقت اپنے خدا سے امداد و مشکلکشائی کا خواستگار نہ ہوتا ہو اس کی تمثیلات سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے ایک طرف انبیاء علیہم السلام اور اون کے سچے تابعین کا گروہ ہے جو بات بات میں اپنے رب سے دعائیں مانگتا ہے۔

حاملان عرش پکارتے ہیں ربنا وسعت کل شیئًا رحمۃ وعلماء اے ہمارے رب تیری رحمت اور تیرا علم ہر ایک شے میں پھیلا ہوا ہے آدم علیہ السلام کی دعا ہے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اے ہمارے رب ہمنے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور تباہ ہوجاویں نوح علیہ السلام دعا کرتے ہیں۔ رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ اے میرے رب تو زمین پر کافروں کا کوئی گھر نہ رہنے دے۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے رب اجعل ھذا البلد امنا وارزق اھلہ من الثمرات من امن منھم باللہ والیوم الاخر۔ اے میرے رب تو اس شہر مکہ کو با امن بنا اور اُس کے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھیں ان کو پھلوں کا رزق دے شعیب علیہ السلام کی دُعا ہے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق اے ہمارے رب تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق حق فیصلہ کردے صالح کی دعا ہے ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین اے ہمارے رب تو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد میں سے قرۃ العین عطا کر۔ یونس کہتے ہیں رب انی ظلمت نفسی اے میرے رب تحقیق میں نے ہی اپنے نفس پر ظلم کیا حضرت سلیمان ع کی دعا ہے رب اغفرلی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی۔ اے میرے رب تو میری مغفرت کر اور مجھکو ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ پہنچ سکے حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا ہے ربنا انزل علینا مائدۃ اے ہمارے رب تو ہم پر ایک خوان نازل کر۔ اصحاب کہف کی دعا ہے ربنا اتنا من لدنک رحمۃ اے ہمارے رب تو ہم پر اپنی جناب سے رحمت بھیج۔ ان کے علاوہ اور ہزارہا متفرق دعائیں ہیں جیسے ربنا انت ولینا فاغفرلنا وارحمنا ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا الغرض ربنا اور ربی کی پکار سے تمام قرآن بھرا ہوا ہے دوسری طرف دنیا پرستوں بدکاروں اور ملحدوں کا گروہ ہے جس کی مثال فرعون اور اُس کا گروہ ہے۔ شدت مصیبت کے وقت وہ بھی موسیٰ علیہ السلام سے دعا کے خواستگار ہوتے ہیں ....

.... پھر ایک عام مثال کے طور پر قرآن مجید فرماتا ہے اذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فلما نجھم الی البر اذا ھم یشرکون جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تب اللہ کو دینی اخلاص کے ساتھ پکارتے ہیں مگر جب ہم اون کو صحیح سلامت خشکی پر پہنچادیتے ہیں تب فورًا شرک کرنے لگتے ہیں۔

۲۔ دعاؤں کی قبولیت سے معرفت ترقی پکڑتی اور ایمانی اصول یقینی صورت میں متبدل ہوجاتے ہیں۔

جب ایک مومن بندہ اپنے رب کو کسی ضرورت یا کسی مشکل کے وقت پکارتا ہے تب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سُن رہا ہے پھر اور زیادہ امید خلوص اور عجز کے ساتھ پکارتا ہے تب یہ احساس اور بھی تیز ہوجاتا اور اسکو اپنی دعاؤں میں زیادہ پرجوش بنادیتا ہے آخر کار رب العالمین جو ارحم الراحمین ہے کمال فضل اور رحمت کیساتھ اُس کو خواب یا الہام کے ذریعہ سے جواب دیتا ہے یہہ جواب ایسا تسلی بخش ہوتا ہے کہ سائل کو ایسا یقین کامل ہوجاتا ہے جیساکہ حواس ظاہری کے احساس پر۔ یعنی جسقدر آنکھوں سے دیکھی ہوئی شے یا کانوں سے سُنی ہوئی آواز کے واقعی وجود پر پورا یقین ہوتا ہے ویسا ہی اس باطنی اطلاع کی صداقت پر کامل بھروسہ ہوتا ہے۔ جب بار بار اپنی دعاؤں کے جواب میں یقینی امور مشاہدہ کرتا ہے تب باری تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے عجیب عجیب خواص اُسکو معلوم ہوتے جاتے ہیں۔ اپنے تجربہ سے وہ دیکھتا ہے کہ کن کن باتوں سے خدا خوشنود ہوتا اور کن کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ کن حالتوں میں اس کی دعا کو جلد تر قبولیت حاصل ہوتی ہے اور کن حالتوں میں دیر میں اور کن حالتوں میں کوئی جواب نہیں ملتا اس طرح پر تمام اصول شریعت اور حقیقت واقعی طور پر معلوم ہوتی جاتی ہے۔ صفائی علوم کے ساتھ اخلاص محبت وفا صبر شکر رضا اور تسلیم کی قوتیں بھی ترقی پکڑتی ہیں اور وہ خوب سمجھتا ہے کہ ایک وقت خدا تعالیٰ سے مانگنے کا ہے اور ایک وقت اُس کی رضا پر صبر و شکر کرنے کا ایک وقت اُس کے انعامات سے مسرور اور ممتاز ہونے کا ہے اور ایکوقت ابتلاؤں میں وفاداری اور تسلیم ظاہر کرنے کا۔ الغرض ایسا مومن اپنے خدا سے بار بار ملتا ہمکلام ہوتا اور دین کے راستوں میں بیناؤں کیطرح چلتا ہے برعکس اسکے جو مقبول نہیں وہ خدا سے دور ہے اور دین کے راستوں میں اندھوں کی طرح چلتا ہے۔ اسطرح یہ دعاؤں کا سلسلہ حصول رشد و سعادت کا موجب ہوتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون ٥ اگر میرے بندے تجھ سے میری بابت سوال کریں پس ان کو جواب دے کہ میں قریب ہوں۔ دعا کرنیوالا جب مجھے پکارے میں اس کو قبول کرتا یا جواب دیتا ہوں پس میرے بندوں کو چاہیے کہ مجھسے دعائیں مانگا کریں اور مجھپر ایمان رکھیں تاکہ وہ رشد حاصل کریں۔ یہ یاد رہے جیساکہ ہم تمہید میں بیان کر آئے ہیں کہ قبولیت دعا کے واسطے صحت ایمان استغفار توبہ صبر اور عجز و نیاز ضروری ہیں چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ لفظ عبادی سے اپنے بندوں کو مخاطب کرکے اپنی قریب اور مجیب ہونیکا اظہار فرماتا ہے اور دعا کرنیوالے کو لفظ الداع سے عام نہیں رہنے دیا بلکہ الف لام نے مخصوص کردیا ہے اور آیات قرآنی اس مسئلہ کو اور زیادہ واضح کرتی ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فاستغفروہ ثم توبوا الیہ ان ربی قریب مجیب ٥ خدا سے استغفار کرو اور اُس کی طرف جھک جاؤ کہ تحقیق میرا رب قریب اور مجیب ہے ایک اور مقام پر ارشاد ہے یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین۔ اے مومنوں اللہ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد چاہا کرو کہ تحقیق اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔ +

۳۔ صفات باری تعالےٰ میں سے اجابت دعا ایک ایسی صفت ہے جو غفور رحیم اور منفرت کا مظہر بنتی اور اولیاء کرام کی زندگی میں عجیب در عجیب کرشمہ دکھلاتی

امام الوقت مسیح موعود و مہدی مسعود اپنے رسالہ برکات الدعا میں فرماتے ہیں "اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالےٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچکر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اُسکے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اُس کی رُوح آستانہ پر سر رکھدیتی ہے اور قوت جذب جو اُس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جلشانہ اُس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر اُن تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اُس مطلب کے حاصل ہونیکے لئے ضروری ہیں مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کیلئے ضروری ہوتے ہیں اُس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کیلئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے۔ **کہ کامل کی دعا میں ایک قوت** تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اُس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جسقدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیائے کرام ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلا رہے انکا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کی اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اُس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور کسی کان نے سُنا کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟۔

وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللھم صل وسلم وبارك علیہ وآلہ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامتہ وانزل علیہ انوار رحمتك الی الابد "

قرآن مجید سے تاثیرات دعا کی بابت یہانتک ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص مصائب میں گرفتار ہوتا ہے یا کوئی قوم خراب حال ہو جاتی ہے اس مصیبت اور تباہی کے وقت جو دعائیں زار زار اور بے اختیار اون کے موہوں سے نکلتی ہیں وہ ایک نہ ایک وقت ضرور اپنا اثر کرتی اور زمانہ کا تخت پلٹ دیتی ہیں یہی سلسلہ دعا ہے جو مغلوب کو غالب اور زیردست کو زبردست بنا دیتا ہے۔ اور عروج اور غلبہ کے وقت میں عموماً لوگ لاپرواہ متکبر سرکش اور ظالم بن جاتے ہیں اس لئے دعائیں اون سے چھوٹ جاتی اور یہہ لاپرواہی اُن کے زوال کا موجب بنتی ہے برعکس اس کے جو لوگ تباہی اور مظلومیت کی حالت میں ہوتے ہیں وہ عموماً کثرت سے اپنے خدا کو پکارتے ہیں اس لئے آخرکار اُن کی آہ و زاری مقبول ہو کر عروج کا باعث بن جاتی ہے یہہ سلسلہ عروج و زوال کا کنبوں خاندانوں اور قدموں میں اس کثرت سے دیکھا جاتا ہے کہ یہہ بات ضرب المثل ہو گئی ہے "ہر بات کا انت ہے" یعنی انتہائے زوال کے بعد عروج اور انتہائے عروج کے بعد زوال شروع ہو جاتا ہے اصل راز اس شخصی اور قومی عروج و زوال کا دعا اور غنا ہے کسی بزرگ کا شعر ہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

قرآن مجید ان تصرفات الٰہیہ کی نسبت اس طرح پر فرماتا ہے۔

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالٰہ مع اللہ ط بھلا کون ہے جو بیقرار کی سُنتا ہے جس وقت وہ اُس کو پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کر دیتا اور تمکو زمین کے خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مصیبت کا دور ہونا اور زمین میں عروج پانا اضطراری دعاؤں سے شروع ہوتا ہے یہ تمام قدرت اللہ کو ہے جس کے سوائے اور کوئی معبود نہیں اور یہہ مسئلہ بھی ایک صاف اور بدیہی کہ ہر ایک انسان اپنے دل سے سوال کر کے اس نتیجہ کو پہنچ سکتا ہے اسی واسطے یہ تمام حقیقت سوال کی صورت میں بیان فرمائی گئی ہے تاکہ ہر ایک سمجھدار آدمی خود سوچے اور سمجھے۔

(۴) جو لوگ دعائیں نہیں مانگتے وہ سخت غافل بیدین اور بدکار ہو جاتے اور اون کو تعلقات باطنی سے محروم رہجاتے ہیں جو مومن بندہ کے واسطے رفع الی اللہ اور ازدیاد تقرب کا موجب ہوتے ہیں۔

جو شخص خدا سے کچھ نہیں مانگتا وہ عبودیت کی حقیقت اور رب العالمین کی رحمت و فضل سے ناآشنا محض ہے انسان کی کیا حقیقت ہے جو اپنے رب سے لاپرواہ بنا رہے ہم ظاہری سلسلوں میں بھی جو باطنی قواعد کا نمونہ ہیں یہی دستور دیکھتے ہیں کہ جو ماتحت اپنے افسر کو حقیر یا بے اختیار یا بخیل یا موذی خیال کر کے اُس سے کسی قسم کے فیض کی امید نہ رکھے اور نہ کبھی اُس سے کوئی سوال کرے بلکہ سوال کرنا حاصل ہتک خیال کرتا رہے وہ کبھی اپنے افسر کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا اور ان تمام فیوض سے محروم رہجاتا ہے جو اُسکی نسبت حُسن ظن رکھنے اچھی خدمات کرنے اور دلجوئی کرنے سے حاصل ہو سکتے تھے اور عموماً لاپروائی بڑھتے بڑھتے تنفر کو پہنچ جاتی ہے جو مخالفت اور نقصانات کا موجب ہوتی ہے پھر جب ایک ناچیز انسان اپنی لیاقتوں اور قوتوں پر متکبر اور سرکش بنا رہے اور رب العالمین کی کچھ حقیقت نہ سمجھے نہ اُس سے دعاؤں کی قبولیت کا یقین کرے اور نہ اُس سے فیوض و انعامات کی توقع رکھے تو پھر اوس کا کیا دین اور کیا ایمان ہے اور خداوند عالم کو اُسکی کیا پرواہ ہے عموماً دنیا پرستوں جاہلوں غافلوں متکبروں اور بدکاروں کا یہی حال ہوتا ہے کہ اپنی کمائی پر مست عیش و تنعم میں غرق اور دنیاوی شغلوں میں خدا سے بیخبر رہتے ہیں پھر رب العالمین کو کچھ نہیں سمجھتے اور محض حیوانی زندگی بسر کرتے ہیں کہ گاؤ خر کی طرح سوائے شکم سیری کے کچھ خیال اُن کو نہیں آتا بلکہ حیوانوں سے بھی بُرے ہو جاتے ہیں قرآن مجید میں نوح علیہ السلام ایسے غافلوں اور بدکاروں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں مالکم لا ترجون للہ وقارا تمہیں کیا ہو گیا کہ اللہ سے بڑی بڑی امیدیں نہیں رکھتے ایک اور جگہ پر اللہ جلشانہ فرماتے ہیں۔ **قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم** لوگو اگر تم دعائیں نہ کرو تو میرے رب کو تمہاری کیا پرواہ ہے پھر ایک اور جگہ پر قرآن کریم فرماتا ہے **انلزمکموھا وانتم لھا کارھون** کیا ہم تمہارے شامل حال وہ انعامات اور برکات کر دیں جن سے تم کراہیت کرتے ہو۔

تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح

جیساکہ پہلے سے اعلان ہوچکا تھا ۱۵ - مئی ۱۹۰۳ء تعلیم الاسلام کالج کے افتتاح کے لئے مقرر کیگئی تھی لیکن چونکہ اس کے افتتاحی جلسہ میں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرکت بغرض برکت ضروری تھا اور تاریخ مقررہ کے قریب بندگان عالی کی طبیعت نصیب اعدا ناساز تھی ڈائرکٹر صاحب نے ضروری سمجھا کہ کالج کی افتتاحی تاریخ کو ۲۸ - مئی ۱۹۰۳ء تک ملتوی کر دیں چنانچہ افتتاحی جلسہ کے لئے یہ تاریخ مقرر کی گئی +

قبل ازیں کہ ہم ناظرین کو افتتاحی جلسہ کی رویداد سے آگاہ کریں ہم اس امر کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ افسوس ہے ہم اس روز دارالامان میں موجود نہ تھے - بلکہ اپنے مجوزہ سفر پر تھے - اس لئے ہم جو کچھ لکھتے ہیں یہ ان نوٹوں کی بنا پر ہے جو ہمارے سپیشل رپورٹر نے کئے یا ہمارے بعض معتبر احباب نے مفصل بیان کئے

افتتاحی جلسہ کی خصوصیات تعلیم الاسلام کالج کے افتتاحی جلسہ کا اعلان پڑھ کر ممکن ہے ہمارے ناظرین کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ ہمارے کالج کا افتتاح بھی اسی قسم کی ایک رسم ہوگی جو عام طور پر آج دنیا میں پھیلی ہوئی ہے کہ ایسے جلسوں میں بڑے دنیادار اور دنیوی ترقی کے خواستگار جمع ہوتے ہیں اور کسی بڑے مقامی افسر کو جلسہ میں بلایا جاتا ہے اور زمانہ کی عرفی طریق کے موافق (قطع نظر اسکے کہ وہ طریق مذہبی قوانین اور ہدایات کے مخالف ہے یا موافق) چند خاص رسوم ادا کی جاتی ہیں اور بعض مختصر سی تقریروں اور من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو پر عمل کرنے والے ریزولیوشنز کے [illegible] شکریہ کی امور کیطرف توجہ کیجاتی اور کچھ کھا پی کر جلسہ برخاست ہوجاتا ہے - مگر ہم نہایت ہی خوشی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ یقیناً کل ہندوستان بلکہ کل دنیا میں اسوقت یہ پہلا کالج کھلا ہے جو عرفی رسومات افتتاحی سے بالکل منزہ سمجھا جانا چاہیئے +

برٹش گورنمنٹ کے بیدار مغز حکام اگرچہ ایسے جلسوں میں نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ شریک ہوتے اور ہر طرح سے اپنی رعایا کو نیک کاموں میں مدد دینے کے لئے آمادہ پائے جاتے ہیں اور اگر ہم اپنے کالج کے افتتاح پر اپنے معزز حکام کو دعوت دیتے تو وہ تکلیف اٹھا کر بھی ضرور شریک ہوتے لیکن ایک قومی اور مذہبی کالج کے افتتاح پر جسکی اعلیٰ و اول غرض اسلام کی عظمت کو پھیلانا اور مذہبی تعلیم کی عام اشاعت ہے ، مقامی حکام کی شمولیت محض تکلف اور بناوٹ سمجھی جاتی اور فی الحقیقت ایک حد تک ایسا ہی ہوتا ہے اس لئے ہم نے ضروری نہیں سمجھا کہ ظاہرداری کے رسومات کو ادا کر دیا جاوے پس اس جلسہ کے خصوصیات میں سے پہلی خصوصیات یہ تھی کہ اسمیں نمائشی اور تکلف کی کوئی کارروائی نہیں کی گئی - نہ اسمیں دعوت کے کارڈ جاری ہوئے نہ اس میں کسی پارٹی کا اہتمام کیا گیا بلکہ سیدھے سادے طریق محض دعا کے لئے ایک جلسہ کیا گیا - یہ افتتاحی جلسہ در اصل دعا کا جلسہ تھا - طالبعلموں پروفیسروں اور دوسرے کارکنوں کو ہدائت کا جلسہ تھا -

جلسہ کا مکان اور اُس کا سامان - ۲۸ - مئی ۱۹۰۳ء کو جو افتتاح کالج کی تاریخ مقرر ہوئی تھی ساڑھے چھ بجے کے بعد احاطہ سکول میں بورڈنگ ہوس اور اس کے درمیانی میدان میں ایک شامیانے کے نیچے جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا اور یہ انتظام ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ کی زیر نگرانی مدرسہ کے اوستادوں اور طالب علموں کی متفقہ کوشش سے کیا گیا تھا - شمالی جانب ایک عارضی چبوترہ بنایا گیا تھا جس پر اراکین مدرسہ اور دوسرے معزز احباب کیلئے کرسیاں بچھائی گئی تھیں اور جنوب کی طرف ایک میز رکھی گئی تھی جس پر دائیں طرف قرآنکریم اور بائیں جانب کرۂ ارض رکھا گیا تھا - میز کے سامنے طالب علموں کی ورزش کیلئے ایک ستون کھڑا تھا اور اوپر شامیانہ تھا -

اس نظارہ کا تصور کر کے ہمیں جسقدر خوشی ہوئی ہے اُسے ہم الفاظ میں ادا نہیں کر سکتے اور پھر یہ خوشی اور بھی دوبالا ہوگئی جب حضرت حکیم الامت کی تقریر کا موضوع یا محرک یہی نظارہ پایا - یہ تواردتھا جو ہم کو حضرت حکیم الامت سے ہوا

قرآن کریم اور کرہ ارض سے سبق - اس نظارہ کے متعلق حضرت حکیم الامت نے جو کچھ فرمایا وہ آپکی تقریر میں ملاحظہ کریں گے لیکن میز پر کے قرآن کریم اور کرۂ ارض سے جو سبق آج تقریری زبان میں دیا گیا - اس کو ہم ضرور پیش کرنا چاہتے ہیں معزز ناظرین ! اس سے وہ مقصد ثابت ہوتا ہے جو ہمارے اس کالج کے پیش نظر ہے اور اس کے ہر طالب علم اور پروفیسر کا ہونا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی عظمت کو روئے زمین پر قائم کرو - اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اس عظمت کو ہم قرآنی تعلیم کی علمی اور عملی اشاعت سے کر سکتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ کسقدر لوگ اس نتیجہ پر پہنچے ہونگے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ اصل غرض یہی تھی اور ہے

اعلیٰحضرت کی شمولیت کا سوال - اس جلسہ کی اصل غرض تو صرف یہہ تھی کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قدم رنجہ فرما کر دعا کریں اور اگر ممکن ہو تو حسب حال کچھ زبان فیض ترجمان سے ارشاد بھی فرماویں - اور حضرت اقدس اس جلسہ میں بڑی خوشی کے ساتھ شریک ہونے کے لئے طیار بھی تھے - مگر آج جلسہ کے وقت نصیب اعدا آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور آپ تشریف نہ لا سکے چنانچہ آپ نے نیابتاً حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ کو بھیجا اور آپ نے عین اس انتظار میں جبکہ سب کی نظریں دروازے کی طرف اپنے محبوب و مولا آقا کے استقبال کیلئے لگی ہوئی تھیں آکر مندرجہ ذیل پیغام دیا اگرچہ اراکین مدرسہ اور احباب حاضرین جلسہ کو اس لحاظ سے کہ ان کا سید و مولا امام اونمیں اس تقریب پر شریک نہیں ہو سکا اور وہ بھی ناسازی طبیعت کی وجہ سے اضطراب اور افسوس ہوا - مگر اس پیغام کو سنکر وہ ازبس محظوظ ہوئے کہ جو آپکی شمولیت سے مقصود تھی اس کے پورا ہونیکی یہہ بہترین راہ ہے بہر حال حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے کھڑے ہوکر اعلیٰحضرت کا پیغام سنایا اور یہی تقریر اس جلسہ کی افتتاحی تقریر کہنی چاہیئے -

فرمایا حضرت اقدس نے مجھے ایک پیغام دیکر روانہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے اسوقت حضرت خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اس جلسہ میں تشریف آوری کیلئے عرض کیا تھا آپ نے فرمایا ہے کہ اسوقت بیمار ہوں حتی کہ چلنے سے بھی معذور ہوں لیکن وہاں حاضر ہونے سے بہت بہتر کام یہاں کر سکتا ہوں کہ ادھر جسوقت افتتاح کا جلسہ شروع ہوگا میں بیت الدعا میں جاکر دعا کروں گا"

یہ کلمہ اور وعدہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کا بہت ہی خوش کن اور امید دلانے والا ہے اگر آپ خود تشریف لاتے تو بھی باعث برکت تھا اور اگر آپ نہیں لائے تو دعا فرماویں گے اور یہ بھی خیر و برکت کا موجب ہوگی"

اسقدر تقریر کے بعد حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کرسی پر بیٹھ گئے -

صدر مجلس حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف نہ لانے کی وجہ سے حضرت حکیم الامت صدر مجلس قرار دئے گئے اور پھر باضابطہ کارروائی شروع ہوئی -

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی پیام رسانی کے بعد عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس اعظم مالیرکوٹلہ ڈائرکٹر تعلیم الاسلام کالج نے کھڑے ہوکر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی -

ڈائرکٹر صاحب کی تقریر - جناب میر مجلس و حضار جلسہ! میں اسوقت کالج کے افتتاح کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں مگر علالت طبع کے باعث زیادہ دیر نہ بول سکوں گا -

سب سے اوّل ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ جسکا ہمپر

احسان ہے اور جس کے محض فضل سے سب کام چل رہے ہیں یہ اسی کا فضل ہے کہ ہمیں اس سلسلہ میں داخل ہونے کی ہدایت ہوئی اور اس آخری زمانے کے آخری امام یعنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کی توفیق دی اور پھر اُس کے سایۂ عاطفت میں ہمیں جگہ دی۔ خدا کرے کہ ہم کامل طور پر آخرین منہم میں سے ہو جاویں۔ (آمین)

اس کالج کی غرض عام طور پر یہہ نہیں ہے کہ مروجہ علوم دنیاوی کی تعلیم ہو اور اسے صرف ذریعہ معاش بنایا جاوے یا سمجھا جاوے بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ ایک عالم اس پاک سلسلہ کی تعلیم سے مستفید ہو جو کہ خدا نے قایم کیا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ مروجہ علوم دنیا کا کچھ حصہ اس میں ضرور ہے مگر اس سے بھی یہی غرض ہے کہ وہ مروجہ علوم دینی علوم کے حاصل کرنے میں بطور خادم ٹھیریں اور اسطرح پر اللہ تعالےٰ کی معرفت میں مدد ملے۔ ورنہ اصل غرض دین اور صرف دین ہی کی تعلیم ہے جو علمی اور عملی طور پر دنیا مقصود ہے یہہ تو کالج کی عام غرض ہے جس سے ہم ایک قوم بنانا چاہتے ہیں اور ایک قومی غرض بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی احمدی جماعت کے کمسن بچے ابتدا سے دینی علوم سے واقفیت پیدا کرسکیں اور عملی حصہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیضان صحبت سے فائدہ اٹھاویں اور پڑھے ہو کر اس پاک چشمہ سے ایک عالم کو سیراب کرنے کا ذریعہ بنیں جس سے وہ خود سیراب ہو چکے ہیں۔

میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ کالج کی موجودہ حالت سب احباب پر بخوبی ظاہر ہے۔ آجتک اس کے کارکنوں نے اسکی بہتری اور بہبودی کیلئے جو کچھ کیا ہے اور جو مفید نتائج اور ترقیاں اس کو حاصل ہوئی ہیں وہ کسی انسانی طاقت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ سب کچھ محض خدا تعالے کے فضل سے ہوا ہے [illegible] کو کھلے ہوئے یا بخیال [illegible] حضور نے ۱۸۹۸ء کو پرائمری سکول کھولا تھا اسکے [illegible] ۱۸۹۹ء کو مڈل تک ترقی [illegible] ۱۹۰۰ء میں ہائی سکول ہوا۔ اب اس امر کے اظہار کی خوشی ہے کہ آج وہ دن ہے کہ ہم اُسے کالج بنا رہے ہیں۔ یہ ایک فوق العادۃ ترقی ہے جو حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

علی گڑھ کالج ہندوستان میں بڑا کالج ہے۔ مگر اُسنے ابھی اسطرح ترقی نہیں کی۔ ہم اپنے کالج کی آئندہ ترقیوں کی بھی اسی سرعت سے امید رکھتے ہیں جو اسوقت تک خدا کے فضل سے ہوئی ہیں کیونکہ جیسا کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ذکر کیا حضرت اقدس نے دعاؤں کا وعدہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات سے [illegible] امید ہے کہ وہ اپنے مسیح موعود کی دعاؤں کو سنے گا جیسا کہ اس سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ ہم خدا کے فضل سے امید کرتے ہیں کہ یہہ کالج بہت جلد ایک یونیورسٹی ہوگا اور کل دنیا اور احمدی جماعت کے لئے خصوصاً مفید دار العلوم ثابت ہوگا۔

اگرچہ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور وہی انکو چلا رہا ہے۔ مگر تاہم ظاہری اسباب کے لحاظ سے طلبار اور اون کے والدین کو اسطرف بہت متوجہ ہونا چاہئے اور اس ثواب کے موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے گو کہ یہہ کالج خدا کے فضل سے چلیگا اور خدا کے صادق بندے مسیح موعود کی دعاؤں سے نشوونما پائے گا مگر تاہم بدیں خیال کہ ہر ایک اس کار خیر کے ثواب میں حصہ لیوے کہا جاتا ہے کہ وہ مالی امداد دیں۔

اسقدر تقریر فرما کر جناب ڈاکٹر صاحب اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور عالیجناب حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

حضرت حکیم الامت کی تقریر

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

امابعد ہم تو ہر روز تمکو وعظ سناتے ہیں اور سارا دن اسی میں صرف ہو جاتا ہے قرآن شریف کا وعظ بھی خدا کے فضل سے مستقل طور پر جاری ہے مگر اس وقت خصوصیت سے مجھے ارشاد ملا ہے کہ کچھ سناؤں تمہید کی ضرورت نہیں ہے اسوقت یہہ نظارہ سامنے موجود ہے۔ ایک طرف قرآن شریف اور دوسری طرف کرۂ ارض پڑا ہوا ہے پھر اوپر سائبان ہے۔ اور ایک طرف وہ لمبی لکڑی ہے۔ یہی مضمون کافی ہے۔ انسان کو خدا نے بنایا ہے۔ اور اس کے اندر اس قسم کی اشیا رکھی ہیں کہ اگر ان سب کا نشوونما نہ ہو تو پھر وہ انسان انسان نہیں رہتا ایک ذلیل مخلوق ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر ان خدا کی عطا کردہ قوتوں کا عمدہ نشوونما ہو تو وہی انسان خدا کا مقرب بن سکتا ہے اور اُس کے یہی ذرایعہ ہیں جو تمہارے سامنے ہیں (قرآن کریم کی طرف اشارہ کرکے) یہ پاک کتاب جب نازل ہوئی اسوقت ساری دنیا میں اندھیر تھا۔ عرب خصوصیت سے ایسی حالت میں تھا کہ کل دنیا کا ورا[illegible] ہو جانا آسان مگر اس کا سدھرنا مشکل سمجھا جاتا تھا یرمیا نبی کے نوحہ میں یہہ ایک فقرہ موجود ہے جس میں وہ اپنی قوم کو نصیحت کرتا ہے کہ تمنے سچے خدا کو چھوڑ دیا۔ دیکھو تمہارے پاس عرب موجود ہیں وہ جھوٹے خداؤں کو نہیں چھوڑ سکتے لیکن یہ ایک کتاب ہے جس نے ان عربوں کو ایسا بنایا اور وہ فرشتہ خو کہ وہ دنیا کے ہادی۔ مصلح۔ نور اور ہدایت بنگئے اس کا ذریعہ صرف قرآن کریم ہی تھا جو ان کے واسطے شفا۔ نور۔ اور رحمت ہوا۔

قرآن کریم کا دائیں جانب ہونا تمہارے لئے خوش قسمتی کی فال ہے اور یہ وہی کتاب ہے جو کہ دائیں جانب ہونی چاہیئے اس سے یہ تفاول ہے کہ تمہارے دائیں ہاتھ میں ہو کرۂ ارض کی طرف اشارہ کرکے ادھر دوسری طرف یہ ہے جس پر زندگی چل رہی ہے۔ کتاب اللہ میں بھی اس کی ترتیب اسی طرح سے ہے کہ اول آسمان کا ذکر ہے تو پھر زمین کا موجودہ ضرورت کے لحاظ سے تمکو اس قرب الٰہی کے حاصل کرنیکی ضرورت ہے۔ جس سے عرب کی نابود ہستی بود ہوکر نظر آئی وہ ذریعہ قرآن کریم ہے کہ جس سے اس کرہ پر انکو حکمرانی حاصل ہوئی تھی۔ اسوقت اوس کے بڑے حصہ ایشیا اور افریقہ اور یورپ ہی تھے جنکو مخلوق جانتی تھی اور اس قرآن کی بدولت ان معلوم حصص پر ان کی حکمرانی ہوئی مگر اس کے ساتھ ہی اصلی جز فضل الٰہی کا سائبان بھی اپنر تھا۔ ورنہ قرآن تو وہی موجود ہے اور اسوقت اہل اسلام کی تعداد بھی اسوقت سے اضعاف مضاعفہ ہے۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں پڑھے لکھوں کی تعداد ۳۵ سے زیادہ ہرگز نہ تھی۔ خطرناک قوم کے مقابلہ پر سخت جنگ کی حالت میں ۳۱۳ سے زیادہ سپاہی نہ تھے۔ غزوہ خندق میں ۷۰۰ تھے اب باوجود اس کے کہ اسوقت سے بہت بہت زیادہ تعداد موجود ہے مگر وہ بات نہیں ہے نہ وہ عزت نہ آبرو نہ اندرونی خوشی نہ بیرونی تو اس بات کی جڑ یہ ہے کہ اوس زمانہ میں جسوقت قرآن نازل ہوا اسکی قدر کی گئی اسکو دستور العمل بنایا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل عرب جو اوّل کچھ نہ تھے پھر سب کچھ بن گئے۔ قرآن شریف کے ابتدائی الفاظ میں لکھا ہے ذالک الکتاب لاریب فیہ نبی کریم صلعم نے اس کتاب کا ادب اس طرح سے کیا کہ آپ کے زمانہ میں سوائے قرآن کے اور کوئی کتاب نہ لکھی گئی اسوقت بھی خوش قسمتی سے وہی کتاب موجود ہے۔ اگر کوئی اور بھی اسوقت کی لکھی ہوئی ہوتی تو پھر یہ جوش نہ ہوتا یا خدا اور کوئی راہ کھول دیتا۔ غرضیکہ اس کتاب کی عزت سے فضل الٰہی کا وہ سایہ قایم ہوا۔ جیسے اسوقت تم لوگ آسائش سے بیٹھے ہو سائبان تمپر ہے دھوپ کی تپش سے محفوظ ہو۔ اس طرح وہ لوگ جو کہ جنگلوں میں اور دور دراز بلاد میں رہتے تھے۔

وہ اس کے ذریعہ سے امن کی زندگی بسر کرنے لگے۔ تمام ترقیوں عزت اور حقیقی خوشی کی جڑ یہ کتاب ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہم اس کرۂ ارض پر حکمرانی کرتے ہیں اور اسی کے ذریعہ سے فضل الٰہی کا سایہ ہم پر پڑ سکتا ہے۔ یہ نہ خیال کرو کہ ایرانی سلطنت ایسی راحت میں ہے ہرگز نہیں۔ جسقدر وہ اس کتاب سے دور ہے اسی قدر اسمیں گند ہے۔ مگر تمکو ابتک تو تمکا علم نہیں ہے۔ بڑے بڑے لائق۔ چالاک اور پھرتی سے بات کرنیوالوں کے ساتھ تاجیزی کیحالت میں میرا مقابلہ ہوا ہے مگر اس قرآن کے ہتیار سے جب میں نے اُنسے بات کی ہے تو ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگ گئیں ایک انسان جو کہ بیماریوں میں مبتلا ہو تم اسے خندہ اور خوش دیکھ سکتے ہو مگر اندر سے دکھ اسے ملامت سوختانہ بنا رہے ہیں یاد رکھو خوشی کا چشمہ قلب پھر عقل پھر حواس ہیں اس کے بعد جسم میں خوشی ہوتی ہے مگر جو لوگ غموں میں مبتلا ہوں ان کو حقیقی خوشی نہیں ہوا کرتی۔

میں تم کو ایک بچہ کا قصہ سناتا ہوں کیونکہ تم بھی بچے ہو مگر وہ عمر میں تم سب سے چھوٹا تھا اُس کا نام یوسف تھا جسوقت بھائیوں نے اسے باپ سے مانگا اور چاہا کہ اسے باپ سے الگ کر دیں اور جنگل میں جاکر ایک کوئیں میں اوتار دیا اب تم سمجھ سکتے ہو کہ اس کی کیا عمر تھی۔ اگرچہ وہ چھوٹا تھا اور ناواقف تھا مگر پھر بھی بچوں کی طرح باپ سے الگ ہونے اور نکالے جانے کا اسے علم تھا اور یہ جانتا تھا کہ اُس سے دکھ ملتا ہے ذرا سوچو تو جب ایک بچہ کو اسکی ماں سے الگ کیا جاتا ہے تو بچہ کا کیا حال ہوتا ہے۔ پھر بچہ ہوئے کے نام سے دب جاتے ہیں۔ سہم جاتے ہیں اور اوس کو وہ تاریک کنواں دکھایا گیا جس میں اسے اوتارا گیا نہ اوسوقت کوئی یار نہ آشنا نہ ماں اور نہ باپ اگر ہوتے بھی تو اسے وہ بات نہ بتلا سکتے جو خدا نے بتائی اور انکو کیا علم تھا کہ اسکا انجام کیا ہوگا مگر خدا کا سایہ اسپر تھا۔ خدا نے اسے بتلایا لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون کہ اے یوسف دیکھ تجھے باپ سے الگ کیا تیری زمین سے تجھے الگ کیا اور اندھیرے کوئیں میں ڈالا۔ مگر میں تیرے ساتھ ہونگا اور اس علیحدگی کی تعبیر کو تو بھائیوں کے سامنے بیان کرے گا اور ان کو اس بات کا شعور نہیں ہے دیکھو یہ باتیں باپ نہیں کر سکتا نہ وعدہ دے سکتا ہے کہ یوں ہوگا۔ یا جاہ و جلال کے وقت تک یہ تندرستی بھی ہوگی ایک باپ بچے سے پیار تو کر سکتا ہے مگر وہ اس کے آئندہ کی حالت کا کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔ ان باتوں کو جمع کرکے دیکھو اگر کوئی انسان تسلی دیتا تو بچہ کو پیار کرتا گلے میں ہاتھ ڈالتا اور اسے کہتا کہ ہم چیجی دیویں گے۔ مگر خدا کی ذات کیا رحیم ہے وہ فرماتا ہے لتنبئنھم بامرھم ھذا ہم وہ عروج دیویں گے کہ تو ان احمقوں کو بتلا دیگا

یہ حقیقت ہے اُس سایہ کی جسے میں چاہتا ہوں تم ہو

علوم کی تحصیل آسان ہے مگر خدا کے فضل کے نیچے اسے تحصیل کرنا یہ مشکل ہے۔ کالج کی اصل غرض یہی ہے کہ تمہاری تربیت ہو مگر اول فضل کا سایہ ہو پھر تمکو جب دستور العمل ہو اُس کے بعد دیکھو کہ کیا کامیابی ہوتی ہے فضل الٰہی کے لئے یہ بشارت پیارے عبد الکریم نے دی ہے وہ کیا ہے۔ حضرت صاحب کی دعائیں ہیں میں ان دعاؤں کو کیا سمجھتا ہوں یہ بہت بڑی بات ہے اور یقیناً تمہارے ادراک سے بالاتر ہوگی مگر میں کچھ بتلاتا ہوں۔

مخالفوں سے انسان ناکامیاب ہوتا ہے گھبراتا ہے ایک لڑکا ماسٹر کی مخالفت کرے تو اسے مدرسہ چھوڑنا پڑتا ہے۔ جسقدر یتیم مدرسہ گئے ہیں اگر وہ سب مخالفت میں آویں تو زندگی بسر کرنی مشکل ہو اگرچہ افسر بھی لڑکوں کے محتاج ہیں مگر ایک ذرہ سے نقطہ کے لئے بورڈنگ میں رہنا مشکل ہو جاتا ہے اب اسپر اندازہ کرو کہ ایک کی مخالفت انسان کو کیسے مشکلات میں ڈالتی ہے لیکن ہمارے امام کی ساری برادری مخالف ہے رات دن یہی طاق ہے کہ اسے دکھ پہنچے پھر گاؤں والے مخالف حالانکہ اون کو نفع پہنچتا ہے میں نے ایک شریر سے پوچھا کہ مرزا صاحب کے طفیل تمہاری کتنی آمدنی ہو گئی ہے تو کہا بیس روپے ماہوار زیادہ ملتے ہیں علی ہذا القیاس ان گدہے والوں اور مزدوروں سب سے دریافت کرو تو یقین ہوگا کہ ان کے واسطے ہمارا یہاں رہنا کیا بابرکت ہے مگر ان سب کے دلوں میں ایک آگ بھی ہماری طرف سے ہے باوجود ہم سے منتفع ہونے کے پھر بھی ان کے اندر ایک کپکپی ہے کہ یہ یہاں کیوں آگئے ابھی ایک مینار بن رہا ہے۔ اگر کوئی میرے جیسا خلیق ہوتا تو راستہ کو توڑ کر مینار ایک کونہ میں بناتا مگر اس مجسم رحم انسان مرزا غلام احمد نے اسے مسجد کے اندر بنایا کہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو ان لوگوں کو غیرت نہیں آتی کہ کیا ان دور دراز سے آنیوالوں کی عقل ماری گئی ہے کہ دوڑے چلے آ رہے ہیں یہ کہاں کے فلاسفر ہوئے جو ایسی بات کرتے ہیں کیا ان کے تجارب ہم سے زیادہ ہیں یا معلومات میں ہم سے بڑھ کر ہیں شرم کے مارے کچھ جواب تو نہیں دے سکتے یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی مت ماری گئی ہے کہ روپیہ اپنا کہاتے ہیں اور یہاں رہتے ہیں۔ یہ حال تو گاؤں کی مخالفت کا ہے پھر سب مولوی مخالف گدی نشین مخالف شیعہ مخالف سُنی مخالف۔ آریہ مخالف مشنری مخالف۔ دہریوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا مگر وہ بھی مخالف اور نہایت خطرناک دشمن اس سلسلہ کے ہیں ان تمام مشکلات کے مقابلہ میں دیکھو وہ (حضرت مرزا صاحب) کیسے کامیاب ہے کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تم اسطرح کامیاب ہو۔ یہاں ہمارا رہنا تمہارا رہنا سب اوسی کے نظارہ ہیں کہ باوجود اسقدر مخالفت کے پھر پروانہ وار اُسپر گرتے ہیں اس کا باعث یہی ہے کہ وہ کتاب اللہ کا سچا حامی ہے اور رات دن دعاؤں میں لگا ہوا ہے۔ اُس لڑکے سے بڑھ کر کوئی خوش قسمت نہیں ہے جس کیلئے یہ دعائیں ہوں۔ مگر ان باتوں کو وہی سمجھتا ہے جس کی آنکھ بینا اور کان سنتا ہو۔ لتنبئنھم بامرھم ھذا کی صدا یوسف کے کان میں پڑی اس سے سوچو کہ خدا کا فضل ساتھ ہوتا ہے تو کوئی دشمن ایذا نہیں پہنچا سکتا کس طرح سے جاہ و جلال اور بحالی یوسف کو ملی اور سب سے عجیب بات یہ کہ ان بھائیوں کو آخر کہنا پڑا انا کنا خاطئین اس کا جواب یوسف نے دیا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم۔

یہ سب کچھ اللہ پر یقین کا نتیجہ تھا تم بھی اللہ پر کامل تقویٰ کرو اور ان تو عاؤں سے ذریعے جو کہ دُنیا کی مخالفت میں پیش ہیں مقبل چاہو کتاب اللہ کو دستور العمل بناؤ تاکہ تمکو عزت حاصل ہو باتوں سے نہیں بلکہ کاموں سے اپنے آپ کو اس کتاب کے تابعہ ثابت کرو ہنسی تمسخر ٹھٹھا ایذا گالی یہ سب اس کتاب کی تعلیم کے برخلاف ہے۔ جھوٹ سے لعنت سے تکلیف اور ایذا دینے سے مخالفت اور لغو سے بچنا اس کتاب کا ارشاد ہے صوم اور صلوٰۃ اور ذکر شغل الٰہی کی پابندی اس کا اصول ہے۔

تمہاری تربیت کی ابتدائی حالت ہے اگرچہ تربیت کرنیوالے اس قابل نہیں ہیں کہ تمکو اعلیٰ منازل تک پہنچا ئیں مگر کوئی کمزوری اور نقص اگر انتظام میں ہے تو اس کی اصلاح تمہارے ہی ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکذالک نولی بعض الظالمین بعضا بما کانوا یکسبون یعنی اسطرح ہم ظالموں پر ظالموں کو ولی کرتے ہیں تاکہ اپنے اعمال کا نتیجہ بھوگیں پھر فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم پس اپنی اصلاح میں لگو کہ مصلح تمہارا متولی ہو اللہ تعالیٰ تم کو توفیق دے کہ فضل خدا کا سایہ تمپر ہو اُس کی کتاب تمہارا دستور العمل ہو کرۂ زمین پر عزت سے زندگی بسر کرو دنیا کے لئے نمک نور اور ہدایت ہو جاؤ اپنی کمزوریوں کیلئے دعا کرو اپنے حکمرانوں کیلئے دعا کرو اور کوشش کرو کہ یوسف کی طرح بن جاؤ۔

آمـــــین۔

حضرت حکیم الامت اس تقریر کے بعد کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے اور پھر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب نے اپنی اپنی نظمیں پڑھیں ازاں بعد جناب ڈاکٹر مرزا صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ خدا کے فضل و احسان سے افتتاح کالج کی رسم ادا ہو چکی اور اس خوشی میں آج مدرسہ کو رخصت دی جاتی ہے۔ اُسکے بعد دعا کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

قوم کی خدمت میں التماس

افتتاح کالج کی روئیداد ناظرین الحکم کے سامنے پیش کرنے کے بعد ہم اپنی قوم کی خدمت میں یہ [illegible] کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس وقت تک تعلیم الاسلام ہائی سکول نے جس قدر ترقی کی ہے اس کا جہاں تک اسباب سے تعلق ہے وہ قوم کی ہمدردی اور اعانت سے ہوئی ہے اگرچہ ان ساری ترقیوں کی جڑ حضرت اقدس کی دعائیں ہیں جو خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کو جذب کرتی ہیں اور آئندہ جو کچھ ترقی ہوگی وہ بھی محض خدا ہی کے فضل سے اور حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کی برکت سے لیکن ہماری قوم کا فرض ہے کہ بلحاظ اسباب کالج کی ہر قسم کی اعانت کے لئے فیاضی سے کام لیں حضرت حجۃ اللہ کالج کی بہتری اور ترقی کے لئے تو یہاں تک خواہشمند ہیں کہ آپ نے لنگر خانہ کے چندہ سے وضع کر کے مدرسہ کو چندہ دینے کی بھی تاکید کر دی تھی جس سے بڑھ کر اور کوئی طریق اس ہمدردی اور دلچسپی کے اظہار کا نہیں ہو سکتا تھا جو آپ کو مدرسہ کے ساتھ ہے گویا لنگر خانہ کے پہلو بہ پہلو حضور مدرسہ کی ضروریات کو محسوس کرتے ہیں تو قوم خود سمجھ سکتی ہے کہ اسکو کس درجہ تک سمجھنا چاہیئے۔ اب ہم اس روئیداد کو اس بات پر ختم کر دیتے ہیں کہ کالج کی پروفیسروں میں حضرت حکیم الامت دینیات کے پروفیسر حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ادب عربی کے پروفیسر اور حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ریاضی کے پروفیسر ہیں جو آنریری طور پر محض خدا کے لئے کام کرتے ہیں جنکی جزا اللہ تعالیٰ ہی اون کو دے گا۔ اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ کے ساتھ بزرگان ملت بھی اسی جوش اور ہمت کے ساتھ اس کام میں لگے ہوئے ہیں جس کالج کے پروفیسر ایسے ایسے بزرگان ملت ہوں اس کے طلباء کی اخلاقی اور عملی حالت کس پایہ اور درجہ کی ہوگی اب قوم کا فرض ہے کہ وہ ہر طرح سے اپنے اس قومی کالج کی بہتری اور بہبودی کے لئے دامے درمے اور سب سے بڑھ کر دعاؤں سے مدد کریں ہم کافر ٹھیریں گے اگر اس آرٹیکل کو ختم کرتے ہوئے جناب ڈائرکٹر صاحب کی سعی اور جانفشانی کا جو وہ کالج کیلئے کرتے رہتے ہیں شکریہ ادا نہ کریں نواب صاحب کا قریباً سارا وقت ان تجاویز اور امور کے سوچنے میں صرف ہوتا ہے جو کالج کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ اور قطع نظر اس کے جو گرانقدر عطیہ آپ کالج کے لئے دیتے ہیں وہ ناظرین سے مخفی

نہیں اور پھر بھی کالج کی بہت سی ضروریات کا تکفل آپ کرتے ہیں + ہماری وہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا کرے اور سرگرم ہمت کی اس سے بھی زیادہ توفیق دے اور آپکے ارادوں میں استقامت اور اپنے مقاصد میں کامیابی پیدا کرے۔

جناب سے فراغت پاکر عالیجناب نواب صاحب قبلہ نے اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور افتتاح کالج کی اطلاعی عریضہ لکھا جسکو مع جواب حضرت اقدس ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

ڈائرکٹر صاحب کا عریضہ

سیدی ومولائی حبیب ربانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت ناساز ہے اس لئے حضور تشریف نہیں لا سکتے گو کہ اس سے ایک گونہ افسوس ہوا مگر کلمات جو مولانا موصوف نے بتا فرمائے ان سے روح تازہ ہو گئی اور خداوند تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں کے بھروسہ پر کارروائی شروع کی گئی جلسہ نہایت کامیابی سے تمام ہوا اور کالج کی رسم افتتاح ہو گئی۔ اطلاعاً گذارش ہے خداوند تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے حضور نے ... دعا فرائی ہوگی اب بھی استدعائے دعا ہے۔ راقم محمد علی خاں۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم + نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رات سے مجھ کو دل کے مقام پر درد ہوتی تھی اس لئے حاضر نہیں ہو سکا لیکن میں نے اسی حالت میں بیت الدعا میں نماز میں اس کالج کے لئے بہت دعا کی غالباً آپ کا وہ وقت اور میرے دعاؤں کا وقت ایک ہی ہوگا۔ خدا تعالیٰ قبول فرماوے۔

آمین ثم آمین۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

اطلاع - ایڈیٹر الحکم ایک دینی اور قومی خدمت کیلئے اپنے ہیڈ کوارٹر سے باہر ہے۔ ناظرین اخبار کی ترتیب یا اوسکی اشاعت کے توقف یا التوا کیلئے اسکو معذور سمجھیں۔ ایڈیٹر

الحکم کے گذشتہ سالوں کے فایل

اکثر احباب الحکم کے گذشتہ سالوں کے فائل طلب کرتے ہیں اور بہت سا وقت محض خط وکتابت میں صرف ہو جاتا ہے اس لئے عام اطلاع کیلئے شایع کیا جاتا ہے کہ گذشتہ سالونکے بہت تھوڑے فائل موجود ہیں جن کی قیمت حسب ذیل ہے +

۱۸۹۷ء	صرف ۹ نمبر	[illegible]
۱۸۹۸ء	....	[illegible]
۱۸۹۹ء	....	[illegible]
۱۹۰۰ء	....	[illegible]
۱۹۰۱ء	....	[illegible]
۱۹۰۲ء	....	[illegible]

محصول ڈاک ذمہ دفتر ہوگا۔ یہ قیمت [illegible] ہے۔ اور دسمبر ۱۹۰۳ء کے بعد غالباً سہ چند قیمت پر بھی نہ مل سکیں گے۔

متفرق نمبر ہر نمبر کے حساب سے ملے گا۔ ان فائلوں کی کمی قیمت کے متعلق کوئی خط وکتابت نہ کی جاوے + کیونکہ بہت ہی تھوڑے فائل موجود ہیں اور ان گراں بہا مضامین کی وجہ سے جن کے یہ امین ہیں ان کی یہ قیمت کچھ بھی نہیں اور صرف قدردان ہی ان گذشتہ فائلوں کو خرید سکتے ہیں +

التماس

ہمارے معزز خریدار الحکم وتفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط وکتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوش خط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو ہم نے حال میں ہی ہر ایک خریدار کے لئے مطبوعہ چٹوں پر چھپوا دیا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت پیدا ہوگی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات ساحصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضایع ہو جاتا ہے۔ اسطرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے امید کہ ہمارے معزز ناظرین کارخانہ کی تکلیف پر نظر کر کے ہماری التماس کو نظرانداز نہ کرینگے۔ ایڈیٹر

ہمارا مقدمہ - ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ اور ۲۵ جون ۱۹۰۳ء کو رائے چندو لال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں پیش ہوا اور صرف حکیم فضل الدین بنام کرم دین میں شہادت استغاثہ پیش ہوئی۔

خود شناسی و خود فراموشی

۱۹ جون ۱۹۰۳ء کے خطبہ کا خلاصہ

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰہم انفسہم اولٰئک ہم الفاسقون ۔ (سورہ حشر)

یہ آیت جو [illegible] پڑھی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے خدا کو چھوڑ دیا اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دی کہ ان کو اپنا آپ بھلا دیا پھر فرمایا اولٰئک ہم الفاسقون یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے عہد [illegible] توڑ ڈالا ہے حقیقت میں یہ بات بڑی ہی قابل غور ہے انسان جب اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیتا ہے تو اس ترک کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے خود شناسی کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور جب خود شناسی نہ رہی تو پھر انسان ایک اندھے کی طرح بھٹکتا پھرتا ہے اور ایک دیوانے کی طرح از خود رفتہ ہو کر بہکتا رہتا ہے۔

دنیا اور آخرت میں راحت بخش اور لذیذ چیز ایک ہی ہے جسکو خدا تعالیٰ کی بندگی [illegible] فرمانبرداری کہتے ہیں اور یہ عبودیت کا حقیقی تقاضا ہے جس سے انسان کا اعزاز [illegible] بڑھتا ہے لیکن اگر عبودیت کی حد سے انسان نکل جاوے تو پھر تمام دکھوں کی جڑ وہ نہ ایسے تباہ کرنے لگتی ہے جس کو گناہ کہتے ہیں اور جو اس دنیا میں بھی انسان کو مجذوم اور مخذول بنا دیتا ہے اور آخرت میں بھی مردود اور متروک کر دیتا ہے حقیقی نیکی خود شناسی سے پیدا ہوتی ہے اور گناہ کا باعث خود فراموشی ہے کیونکہ یہ کبھی ممکن نہیں کہ [illegible] والا بینا انسان جس کے حواس بھی مختل نہیں ہیں کبھی ایک سڑک پر چلتا ہوا خواہ نخواہ ان گڑھوں اور غاروں میں کود کر گرے جو سڑک کے دائیں بائیں ہیں ان گڑھوں اور غاروں میں گرنے والے کیلئے یہی کہا جاوے گا کہ اسے نظر نہیں آتا اور یا اس کے حواس قائم نہیں اور وہ سمجھ نہیں سکتا کہ ان گڑھوں میں کودنے کا کیا نتیجہ ہوگا۔

پس یہ صاف طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ عقل و بصیرت رکھنے والا انسان اپنی فطرت میں مضر اور نقصان رساں چیزوں سے بچنے اور آرام دہ چیزوں کے حصول کا مادہ رکھتا ہے جو اس فطرتی تقاضا کے خلاف کرتا ہے اس کی نسبت یہ فتویٰ اور فیصلہ صحیح ہوگا کہ اس کے عقلی قویٰ میں فتور ہے اور اس کی آنکھوں کی بصیرت میں نقصان۔

جو لوگ گناہ کی تاریکی میں مبتلا ہو کر ٹھوکریں کھاتے

اور [illegible] وہ [illegible] کالفور [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] جب انسان [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] نہیں ہے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] والارض ہے اس سے دور [illegible] کوئی [illegible] نہیں سکتا۔

پس یہ بات کہ [illegible] یہ بالکل صحیح بات ہے جب تک انسان [illegible] علم اور معرفت پیدا نہیں کرتا خدا شناسی کا [illegible] اور خود شناسی [illegible] انسان [illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] نہ کیا جاوے [illegible] ہمیشہ [illegible] دیا گیا تھا [illegible] کو [illegible] دیکھنا پڑا کہ

ز [illegible] بشکن

[illegible] دیوار مسجد [illegible]

پس خدا تعالیٰ [illegible] اور اس [illegible] [illegible] خود فراموشی [illegible] ہو جاؤ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے آپ کو شناخت کریں اور خدا تعالیٰ کے فضل کے لئے دعائیں کرتے رہیں کیونکہ ہم سب خدا تعالیٰ [illegible] [illegible] ہے۔

دربار شام

۵ جون ۱۹۰۳ء

ارشاد بعض لوگ جو ایک رکعت میں قرآن شریف ختم کرنا فخر سمجھتے ہیں وہ درحقیقت لاف مارتے ہیں۔ دنیا کے پیشہ ور لوگ بھی اپنے اپنے پیشہ پر ناز کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس طریق سے قرآن کریم ختم نہیں کیا بلکہ چھوٹی چھوٹی صورتوں پر آپ نے اکتفا کیا۔

ارشاد ہر ایک شے کی ایک اصل ہوتی ہے اور انعامات الٰہی کی بھی ایک جڑ ہے ہر ایک چیز جو ہم اللہ تعالیٰ سے طلب کر سکتے ہیں وہ ادعونی استجب لکم کے فرمودہ کے موافق ہی حاصل کر سکتے ہیں اور یہ توفیق میسر آسکتی ہی نہیں جبتک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔

ارشاد گناہ بھی توبہ سے دور ہو جاتا ہے سچی توبہ

کدورت و غفلت کا پاک جامہ [illegible] خدا صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] اس کا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] فلا تزکوا انفسکم [illegible] ہے کہ معصوم و محفوظ رکھنا اللہ [illegible] ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک [illegible] [illegible] دی ہے۔

۷ جون ۱۹۰۳ء

ارشاد انبیاء کے ماننے کے مختلف طریق [illegible] [illegible] ہیں جو [illegible] ایمان لاتے ہیں اور بعض دلائل عقلی و نقلی [illegible] اور [illegible] اور ماموروں کے [illegible] [illegible] ایمان لاتے کہ مختلف طریق ہیں مگر سب کو ایک ہی تنگ راہ سے گذرنا بہت ہی مشکل ہے بلکہ ہر ایک فرد بشر کے الگ الگ مذاق کی رعایت کرنا ضروری ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لانے والوں کی بھی الگ الگ حالتیں [illegible] بعض لوگ [illegible] معجزہ دیکھ کر ہی ایمان لائے اور [illegible] [illegible] مشاہدہ کرکے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وجود پاک میں تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے جامع تھے جس کے سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] اس لئے آپ پر ایمان لانے والوں [illegible] ہر ایک مختلف طور طریق کو دیکھ کر آپ [illegible] چنانچہ ایک بادشاہ [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] کا حکم دیا گیا تو اس نے کہا [illegible] نام مبارک مجھے تمام ناموں سے زیادہ [illegible] معلوم ہوتا تھا مگر اب تمام ناموں سے زیادہ [illegible] و پیارا معلوم ہوتا ہے اور اس شہر کو جو [illegible] [illegible] حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا مگر اب [illegible] [illegible] نظر آتا ہے۔ یہ کیا بات تھی جس نے [illegible] کو گرویدہ بنا لیا یہ حضور علیہ السلام کی توجہ کا اثر تھا توجہ میں بھی ایک قوت قدسیہ ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کو دیکھ کر تعجب آتا ہے کہ انہوں نے نہ گرمی دیکھی اور نہ سردی اور نہ عزت اور نہ آبرو۔ سب دنیوی فخر و ناز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر خاک میں ملا دیا ہر ایک ذلت آپکی نافرمانبرداری میں اور ہر ایک عزت آپ کی اطاعت میں ہی دیکھی بھیڑ و بکری کی طرح آپکے لئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنیکے لئے ذبح ہو گئے کوئی قوم کوئی مذہب دنیا میں ہے جو سچی قربانی کی مثال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑھ کر دکھا سکے سبحان اللہ سچا اخلاص دکھانا اسی کو کہتے ہیں۔ وہ [illegible] کدورت دنیا سے پاک ہو چکے تھے جیسے کوئی گھر سے نکلکر ڈیوڑھی پر کھڑا ہو کر سفر کیلئے تیار ہوتا ہے۔

دیتے ہیں وہ دنیا کو چھوڑ کر آخرت کے واسطے تیار ہو جو لوگ اللہ کے ساتھ ہیں ... کہیں زیادہ پاتے ہیں ... صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہی دیکھو جو پہلے اس زمانہ کے متمول تھے ... سے زیادہ آپ کی اتباع اور دین کی ... مگر چونکہ انہوں نے ہر ایک پہلو سے اخلاص سے اپنے ... اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا ... اس لئے اس کے اجر میں آپ کو ... کا مالک کر دیا ... سب کچھ مال ایمان میں اخلاص سے ... اللہ تعالیٰ کی ہر بات میں اپنا ... جانا اور اس کی راہ میں اپنے آپ کی قربانی کرنا اور ... اپنے اوپر موت وارد کرنا ہی زندہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ... ہر ایک مومن پر طرح طرح کے ابتلاء اور آزمائش لاتا ہے ... کسی کو جنگ میں ... کسی کو ... کسی کو بیٹے کے قربان کرنے سے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ... یہ بات نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھی بھروسہ رکھے اور بندہ پر بھی ...

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شراکت سے خوش نہیں بلکہ فرماتا ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ... اور ... کا حصہ بھی مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ سارے کا سارا اس ... غیرت الٰہی تفرید و توحید کو چاہتی ہے ... شراکت کو ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتی انبیاء کی زندگی کے واقعات صاف بتلا رہے ہیں کہ آپ کیسے ... آگے قدم بڑھاتے ہیں ... دشمن ... رسوائی سے ... کامیابی کے دل سے خواہاں اور امیدوار تھے مگر غیرت الٰہی نے انکو باوجود اس کی تمام رکاوٹوں کے ہر ایک موقعہ پر ہر میدان میں فتح و نصرت ... کی الغرض فتح و کشود کاری کی کلید توکل و توحید ہے دنیا میں دشمن سے دشمن اگر اور نہیں تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دانائی اور دوراندیشی کا ... قائل ہو جاتا ہے ... آپ کی کامیابی دیکھ کر ... کہہ دیتے ہیں کہ آپ دانا تو ضرور تھے اور ... اس قوم کی نادانی ... ہے دانا آدمی کبھی ... سمجھتا ہے خدا کا خوف دانائی کا شروع ہے۔ جیسے ... اس نے خوف الٰہی کو دل میں رکھا اور جس نے خوف الٰہی دل میں رکھا وہ سچا متقی ہوا اور متقی اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہے یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قوم نصاریٰ کی بطلان پر روشن دلیل ہے۔

۱۱- جون ۱۹۰۳ء

ارشاد۔ اللہ تعالیٰ کسی کی سعی کو ضائع نہیں کرتا جو ہند و یا بندہ

ارشاد۔ صاحب شریعت اور صاحب عرفان دونوں ... نہیں ہو سکتے ایک کا علم ... دوسرا ... لیتا ہے ... ایک ... بات کا ... رکھتا ہے۔ دوسرا ... عرفان۔

ارشاد۔ ذات ... کو ... جو ... کو پہنچے ... کا ہو۔

ایک سچا شعبہ جو خدا تعالیٰ کی زبان جاری کرتا ہے اللہ اور ... کا ہوتا ہے ... معبود برحق کے صفات کا علم ہونا چاہیئے۔

۱۲- جون ۱۹۰۳ء

استفسار۔ توریت میں لکھا تھا کہ کوئی نفس بغیر کسی نفس کے قتل نہ کیا جاوے حضرت خضر علیہ السلام نے کیوں بچے کو قتل کیا اور پھر جناب موسیٰ علیہ السلام کے اعتراض کو کیوں خلاف ادب سمجھا گیا ... حضرت موسیٰ علیہ السلام ... شریعت ... حق پر تھے۔

ارشاد۔ من قتل نفسا بغیر نفس ... او فساد فی الارض بھی لکھا ہے۔ فساد کا لفظ بھی وسیع ہے ... کسی زمانہ میں فساد کا موجب ہو سکتی ہے وہ آئندہ زمانہ میں قتل النفس کا موجب بھی ہو سکتی ہے حشرات الارض کو دیکھو کیسے ... جاتے ہیں اس لئے کہ آئندہ فساد کا موجب نہ ہوں جیسا کہ کہا ہے قتل الموذی قبل الایذاء تو گویا ہر ایک موذی کا ایذا سے پہلے ہی قتل کرنا بہتر ہے حالانکہ اس موذی نے ابھی کوئی قتل نہیں کیا۔ مگر قانون قدرت ہمیں اس قانون کے رواج کا نشان دیتا ہے قرآن کریم جیسی شریعت آسمانی نے بھی یہی جائز رکھا اور عقل انسانی بھی ایسی قتل حفظ ما تقدم کے لئے سبق دیتی ہے۔ شرعی و الہامی امور الگ الگ رہتے ہیں اس لئے کشفی یا الہامی امور کو شریعت کے تابع نہیں رکھنا چاہیئے وحی الٰہی کا معاملہ اور ہی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی ایک دو نظیریں نہیں بلکہ ہزاروں نظائر موجود ہیں بعض وقت ملہم کو الہام کے ذریعہ ایسے احکام بتلائے جاتے ہیں کہ شریعت کے رو سے انکی بجا آوری درست نہیں ہوتی مگر ملہم کیلئے فرض ہوتا ہے کہ اون کی بجا آوری میں ہمہ تن مصروف رہے ورنہ گنہگار ہوگا حالانکہ شریعت اُسے گناہگار نہیں ٹھہراتی۔ یہ تمام باتیں من لدنا علما کے تحت میں ہوتی ہیں ایک جاہل بے بصیرت بیشک اُسے خلاف شریعت قرار دیگا مگر یہ اس کی اپنی جہالت و کور باطنی ہے کہ ان باتوں کو خلاف شریعت سمجھے۔ دراصل اہل باطن کے لئے وہ بھی ایک شریعت ہوتی ہے جس کی بجا آوری اُن پر فرض ہوتی ہے۔ ابتداء دنیا سے یہ باتیں دوش بدوش چلی آتی ہیں ... شریعت ظاہری وہ ہے کہ جس میں امور دنیا کا ... انتظام اہتمام کیا گیا ہے تاکہ اُس کے انتظام میں ... ظاہر کے کوئی بات خلاف طریق ظاہر نہ ہو شریعت باطنی وہ ہے کہ بعض امور ظاہری ... میں کامل طور پر ظہور پذیر نہیں ہو سکتے الہام و کشوف سے ظاہر اور ... دئیے جاتے ہیں شریعت ظاہری کیطرح اہل کشف پر احکام نازل ہوتے ہیں جو بعض امور کی حقائق پر مشتمل ہوتے ہیں اور جبتک ملہم ان کی بجا آوری میں ... نہ کرے ممکن نہیں کہ اندرونی اصلاح کما حقہ حقیقتاً ہو سکے اور یہ امور جو اہل کشف پر نازل ہوتے ہیں شریعت کے دراصل مخالف نہیں ہوتے بلکہ بعض حقائق کی تکمیل ہوتی ہے مثلاً کہا گیا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ جان بوجھ کر اپنے آپکو ہلاکت میں نہ ڈالو مگر ایک شخص کو حکم ہوتا ہے کہ تو اپنے بچے کو دریا میں ڈال دے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو حکم ہوا یا دریا چیر کر نکل جا جیسے خود موسیٰ علیہ السلام کو یا مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر اور آپ کرنے لگ گئے یہ امور شریعت سے وراء الوراء ہوتے ہیں جن کو اہل حق ہی سمجھتے ہیں اور وہی ادن کو بجا لاتے ہیں ورنہ استطیع تو خدا تعالیٰ پر اعتراض ہوتا ہے حالانکہ خدا پاک کی ذات ہر ایک نقص سے منزہ ہے اس کا ... جانتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے خاص تعلق رکھتے ہیں ایسے امور میں جلد بازی سے کام لینا نہیں چاہیئے خدا تعالیٰ نے یہ قصص اس لئے بیان فرمائے ہیں تا انسان ادب سیکھیں۔ مرید کا ادب اپنے مرشد کیلئے یہ ہے کہ وہ اعتراض نہ کرے جو علم خدا تعالیٰ نے اس کے مرشد کو دیا ہے وہ مرید کو کہاں دیا گیا ہے۔ اعتراض کرنے سے سلب ایمان کا خطرہ ہے چاہیئے کہ مرید مستعجل نہ ہوں شریعت کا ایک رنگ ظاہر پر ہے اور ایک محبۃ الٰہیہ پر جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا خاص تعلق ہوتا ہے ان پر کشف ہوتے ہیں۔ اور ایسے امور ان سے صادر ہوتے ہیں کہ لوگوں کو اعتراض کا موقع مل جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض ہوا کہ جشن کیوں کی آخر اس حرکت سے خدا کا غضب اتر شروع ہوا اور جذام کے آثار نمودار ہوئے

اس سوال کا جواب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کر کیوں جرأت کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان ادب اسرار الٰہی کے دریافت کرنے میں ایک عظیم الشان نبی کے ذریعہ سکھایا کہ جب وہ نبی صاحب شریعت باوجود عالی مرتبہ ہونے کے اسرار الٰہی میں ادب کی طرف راہبر کئے گئے تو تم امتی ہو کر بہت ڈر کر قدم رکھو یہ ایسے امور ہیں کہ ظاہری شریعت کو تو منسوخ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ مگر دراصل

وہ شریعت کے اسرار ہوتے ہیں جس کی کنہ درنہ کو معلوم کرنا انسان کا کام نہیں۔ جبتک کہ وہ علام الغیوب اپنے فضل وکرم سے خود مطلع نہ کرے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک طبیب کا قصہ جس حال خوب لکھا ہے کہ اس نے ایک کنیزک کو مسہل دے دیکر ہلاک کردیا حالانکہ وہ خود واجب القتل نہ ٹھیرا اور نہ قصاص لازم آیا اس لئے کہ وہ مامور تھا اس نے اپنے نفس سے اس کو قتل نہ کیا بلکہ امر سے کیا اسیطرح ملک الموت خدا جانے کس کس طرح ہر روز جانیں نکال رہا ہے مگر اس پر کوئی قتل یا خون کا مقدمہ چل نہیں سکتا وہ تو مامور ہے۔ ابدال بھی ملائکہ کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ خدا ان سے کئی خدمات لیتا ہے پیمانہ شریعت ظاہری سے ہر ایک امر کو ماپنا غلطی ہوتی ہے۔

بیعت

اذا جاء نصر اللہ والفتح و انتہی امر الزمان الینا الیس هذا بالحق

(نام نام) مقام - ضلع

اشتاب واامام الدین) ولد فتح الدین - خانپور - پٹیالہ
یوسف ولد بھولا - بی بی حلیمہ زوجہ یوسف - " - "
تین لڑکے یوسف کے - اعظم ولد بھولا - " - "
بوٹا - بی بی بنوں والدہ بوٹا - مولا بخش - " - "
زوجہ شادی - زوجہ مولا بخش - ابن " - " - "
ابن ویک دختر مولا بخش - " - "
عبدالرحمن ولد مولا بخش - ٹالوں - برہما
کاکا نمبردار - کاکووال - لودہانہ
امام الدین صاحب - باغبانپورہ - لاہور
غلام محی الدین مارکر - فتووال - گورداسپور
منشی اللہ دین صاحب - رندھیر - گوجرات
شریف اللہ خانصاحب - پشاور - پشاور
رحمت اللہ خانصاحب - ہوشیارپور - ہوشیارپور
غلام محمد و محمد ولد صاحب دین - کوٹرہ جھنگ
صاحب بی بی زوجہ صاحب دین - عالم خاتون - " - "
بختاور زوجہ مراد - مراد - دلی - ولیداد - " - "
تلی - احمد - بخشی - بہاگ بی بی - فاطمہ - " - "
فتح بی بی - برخوردار - محمد - اللہ یار - " - "
بخت بی بی - علی محمد - تلی - مراد - مراد - " - "

ولیداد - محمد احمد - ولی داد - محمد یار - کوٹرہ جھنگ
احمد یار - مراد - بی بی بھاگ - محمد کہرل - " - "
احمد - مولوی مولا بخش صاحب - " - "
محمد الدین - اسماعیل - ابراہیم - " - "
مسماۃ ست بھرائی - نور محمد صاحب - " - "
میاں محمد حسین - میاں علی محمد - سعد اللہ پور گجرات
اللہ جوایا - گل محمد - امام الدین - " - "
جوائی - امام بی بی کرم الدین - " - "
امام الدین - غلام محمد - محمد عالم - " - "
فضل احمد - اہلیہ نظام الدین - " - "
فضل بی بی زوجہ امام الدین - " - "
امام الدین حسن بی بی - حسن دین - کیمنی - لاہور
مہرالدین - مہر بی بی - " - "
نبی بخش - محمد بخش - احمد دین - چک گلان - "
سلطان احمد - محمد دین - سید بیگم - محلہ ستھان - "
محمد اشرف - امینہ بی بی - " - "
فضل النسا اہلیہ مرزا فتح بیگ صاحب - پٹی - "
حافظ محمد یسین صاحب ولد چراغ دین - بھیرہ - شاہپور
مولوی سید محمد محبوب صاحب - جھنگ - جھنگ
صوبہ صاحب - اہلیہ صوبہ صاحب - موریدروازہ لاہور
اطفال صوبہ صاحب - " - "
محمد الدین صاحب - شاہدرہ - "
جیون ولد شمس دین صاحب - سیالکوٹ - سیالکوٹ
چوہدری غلام حیدر خان ولد حسین بخش - بدوملی - "
محمد علی صاحب - انبالہ - انبالہ
مسماۃ بخت بھری - بستی بنڈی بخر - جھنگ
وزیر محمد گلگو - گنج - لاہور
محمد حیات صاحب - ہٹری - شاہ رحمن - گوجرانوالہ
اللہ دیا ولد وزیر - کلیر - انبالہ
قطب الدین ولد حاکو - ام گڑھ - جالندھر
سید احمد ولد عبد اللہ - فیروز والہ - گوجرانوالہ
مولاداد - احمد خان - علی محمد - فتح محمد - " - "
سردار خانصاحب - غلام قادر صاحب - " - "
داد علی صاحب - " - "
اللہ یار - غلام قادر - گوزبروالہ - سیالکوٹ
شیر احمد خانصاحب - ریاست مالیرکوٹلہ
محمد علی خان صاحب - بیگووالہ - سیالکوٹ
غلام احمد صاحب - چک ۱۲۷
عطا محمد صاحب - بنونگہ - کپورتھلہ
شہاب الدین صاحب - پنڈوری - ہوشیارپور
اہلیہ شہاب الدین - " - "
مسماۃ راتی بنت شہاب الدین - " - "
امین الدین - امیر الدین - " - "
نور محمد صاحب - بی بی زینب - " - "
چراغ الدین صاحب - "
میاں محمد بخش صاحب - سیالکوٹ - سیالکوٹ

عبداللہ صاحب - شاہدرہ - لاہور
غلام علی نمبردار - چک ۲۳۵ - جھنگ
لبھو - اللہ بخش صاحب - اٹھوال - گورداسپور
اہلیہ عبد المجید - والدہ عبد المجید - جہلم - جہلم
حیات - حافظ غلام محمد صاحب - جوہان - گجرات
ہاشم علی - عطا الہی - چک ۱۶۲ - جنڈ انوالہ جھنگ
امداد الہی - عطا محمد - " - "
عطا محی الدین صاحب - " - "
غلام محی الدین صاحب - " - "
علی محمد - طفیل محمد - " - "
شیر محمد صاحب - احمد بخش - لنگانوالے - گجرات
بھاگن زوجہ شیر محمد صاحب - " - "
امیر بی بی ہمشیرہ عطا الہی - چک نمبر ۱۶۲ جھنگ
امیر شاہ - جلال آباد - ملتان
قاضی شیخ احمد صاحب - سیری - گوجرانوالہ
اہلیہ شیخ احمد صاحب - " - "
اہلیہ فضل الدین - حسن محمد - چہنیں دکان - "
محسن صاحب - سوہناں - صالح محمد - " - "
بختا - حسنا - سجادہ - اللہ دین صاحب - " - "
نظام الدین صاحب - نواب - مراد - " - "
حافظ محمد صاحب - اہلیہ حافظ محمد - کوٹ ہرا - "
الہی بخش صاحب - محمد علی صاحب - " - "
غلام محمد واہلیہ غلام محمد - جالندھر - جالندھر
عبدالکریم صاحب - جہلم - جہلم
حکیم ابوعبدالغنی صاحب - ڈیلی والہ - گوجرانوالہ
رحمن - بہادر دوالے - "
قاضی فخرالدین صاحب پٹواری - " - "
محمد اکبر ملازم پولیس - سمگلٹ - کشمیر
مولوی محمد ابراہیم صاحب - ابدال - گجرات
عیال مولوی محمد ابراہیم - " - "
مولوی احمد دین صاحب ہیڈ پوسٹماسٹر - وان - "
مولوی نور عالم صاحب واعظ - " - "
میاں چراغ دین و غلام محمد
علی محمد - عبدالرحمن - چک ۱۳۹ - جھنگ
عبداللہ صاحب - غلام فاطمہ - " - "
عبدالواحد صاحب - پسرور - سیالکوٹ
قمرالدین صاحب - علی محمد صاحب - " - "
خدا بخش صاحب - امرتسر - امرتسر
حافظ احمد دین صاحب - چک سکندر - گجرات
محمد اسماعیل صاحب - لودوالہ - لدہانہ
نبی بخش صاحب - لودہانہ - لودہانہ
محمد حیات ملازم نہر - حاکم بی بی - شاہپور - شاہپور
میاں اللہ دیا صاحب - قادر بخش - بنوڑ - پٹیالہ
خدا بخش - یوسف - حافظ مولا بخش - " - "
فقیر محمد - محمد اکبر - محمد اکرم - محمد فضل - محمد قاسم - غلام جنت - یمونی - گوجرانوالہ
بخت بہری - والدہ فقیر محمد - اہلیہ فقیر محمد - بخت بہری - میاں عمر صاحب - " - "
عمرالدین معہ عیال - مرار - کپورتھلہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی
کے چھپکر شائع ہوا